۷۸۶/۹۲

انٹرنیشنل صوفی سنٹر بنگلور سے جاری کردہ

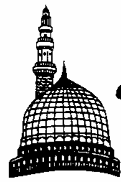

اَنوَارُالصُّوفِیَّہ

بنگلور

علم تصوف وعرفان کا
جامع سہ ماہی رسالہ

بابت ماہ اکتوبر تا دسمبر
مطابق ماہ رمضان، شوال، ذی قعدہ ۱۴۲۷

جلد 1 .... شمارہ نمبر 3

انٹرنیشنل صوفی سنٹر (رجسٹرڈ)
بنگلور
3/28 1st Cross V.R. Puram
Palace Guttahalli, Bangalore 560 003
Karnataka State (India)
Contact: 23444594

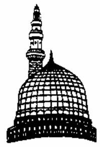

اَنوارُالصُّوفِیَّہ

بنگلور

فہرست :

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	پیش لفظ: از اڈیٹر	3
۲	حمد۔ شیخ سعدیؒ	5
۳	نعت شریف۔ از جناب علیم صاحب	7
۴	شانِ حبیب الرحمٰنؐ۔ از مفتی احمد یار خان صاحب	9
۵	کتاب الایمان:	11
۶	گلستان سعدیؒ۔ حضرت شیخ سعدیؒ	17
۷	معارف شمس وتبریز: مرتب حکیم محمد اختر صاحب	45
۸	دیوان حافظ: از حضرت حافظ شیرازی	55
۹	تذکرہ اولیاء: از حضرت فرید الدین عطار	58
۱۰	تحصیل علم کی فرضیت: حضرت داتا گنج بخشؒ	71
۱۱	مفتاح العاشقین:	79
۱۲	مرشد کا ادب : از حضرت نظامی ثانی	84
۱۳	گرونانک کی چوپائی:	87

انٹرنیشنل صوفی سنٹر بنگلور

مجلس ٹرسٹیان

(1)	مولانا مولوی جناب سید شاہ انور حسینیؒ	صدر
(2)	جناب اے اے خطیب	مینجنگ ٹرسٹی
(3)	جناب محمد کمال الدین	خازن
(4)	ڈاکٹر سید لیاقت پیراں	ٹرسٹی
(5)	جناب خلیل مامون	ٹرسٹی
(6)	جناب عزیز اللہ بیگ	ٹرسٹی
(7)	جنابہ شائستہ یوسف صاحبہ	ٹرسٹی

اغراض ومقاصد

۱۔ اسلوب تصوف پر عوام میں چرچہ کرنا

۲۔ تصوف کی روایات اور تعلیمات کا بغرض باہمی اتحاد واتفاق و اخوت عوام کو بہرور کرنا

۳۔ اہل تصوف کے سوانح حیات اور ان کے اقوال پر کتب کا شائع کرنا۔

۴۔ صوفی مسلک پر سمینار اور تقاریر کا اہتمام کرنا۔

۵۔ جملہ اہل تصوف اور اسلوب تصوف سے منسلک اصحاب کا اجتماع بغرض عالمی برادرانہ اخوت کو منعقد کرنا

قیمت فی رسالہ 25 روپے

قیمت سالانہ 120 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حب درویشاں کلید جنت است　　　دشمن ایشاں سزائے لعنت است

عارفوں سے محبت جنت کی کنجی ہے اوران سے دشمنی اور گستاخی سزائے لعنت ہے

تصوف کوئی نت نئی چیز نہیں بلکہ تعلق باللہ، اخلاص عمل، تزکیۂ نفس، تطہیر اخلاق اور تصفیۂ قلب کا دوسرا نام ہے جو کتاب وسنت سے منصوص اور ماخوذ ہے۔ چناچہ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ اہل تصوف کا طریقہ کتاب وسنت سے موید ہے۔ حضرت غوث اعظمؒ کے نزدیک تصور یہ ہے کہ خدا کے ساتھ صدق دل سے معاملہ کرے اور لوگوں ک ے ساتھ نیک خلق ہو۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کے نزدیک صوفیوں اور عارفوں کا وہ گروہ ہے جن کا دل کدورت بشریٰ سے پاک ہو اور خواہشوں اور حب دنیا سے آزاد ہو اور تمام مخلوقات سے جدا ہو۔

تصوف کی اصلی غرض وغایت مراتب ایمان اور مدارج تقرب الی اللہ میں ترقی، نسبت احسانی کا استحکام، نور یقین اور رابطۂ الی اللہ ہے۔ تصوف سے قرب ورضاء حق مقصود ہے، تصوف کا موضوع تزکیۂ روح ہے۔ محققین صوفیاء سے ظاہر وباطن میں انوار سنت ہی ہے اقتباس کیا ہے۔ اور جو کتاب وسنت سے جو چیز خارج یا اس کی مخالف ہے وہ ان کے نزدیک بالاجماع مردود و باطل ہے۔ حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ فرماتے ہیں۔

اے گرفتار خودی طعن بدرویش مکن　　　غیبت پاک درونان جفا کیش مکن
جاں سلامت نہ بری از نفس درویشاں　　　لقمۂ شیر مشو دشمنی خویش مکن

ترجمہ: اے متکبر عارفوں پر زبان طعن دراز مت کر اور ان پاکیزہ ہستیوں پر

اعتراض کر کے غیبت کے مرتکب مت ہو،تم ان فقیروں سے بچ کر کہیں جانہیں سکتے۔شیر کا نوالہ مت بنواوراپنی ذات سے دشمنی مت کرو۔

صد افسوس کہ حال ہی میں سعودی حکومت کی جانب سے ایک کتاب Sufism شائع کی گئی ہے۔جس میں تصوف اورعرفان خلاف وحدانیت بتایا گیا ہے اور تصوف کو ماننے والوں کومشرکین کہا گیا ہے اس کے جواب میں ہمارے اس صوفی سنٹر کی جانب سے انگریزی میں کتاب Islam and Sufism. Are they same? yes شائع کی گئی ہے۔اس کتاب کا اجراءستائیسویں ماہانہ جلسہ بتاریخ 24/دسمبر 2006ء کو ہوگا۔اس کتاب کے مضامین بزرگان دین کے کتابوں سے ماخوذ کیا گیا ہےاوراہل ایمان والوں کے لئے یہ مشعل راہ بنے گی۔

انورالصوفیہ کا تیسرا شمارہ بھی آپ کی خدمت میں پیش ہے۔کچھ دشواریوں کی وجہ سے اس کو دوماہی کے بجائے سہ ماہی بنایا گیا ہے۔ہم آپ کے مفید مشوروں کے متمنی ہیں۔

میرے مولا ہمیں ایمان کی دولت دے دے
جوش اسلام دے احساس شریعت دے دے
شمع توحید سے آئینہ دل روشن کر
ساغر حب نبی ،عشق رسالت دے دے

آپ تمام کے تعاون کا متمنی

اے اے خطیب

اڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالیٰ

از: حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ

بنام جہاں دار جاں آفریں۔ حکیمے سخن بر زباں آفریں

جہاں کو باقی رکھنے والے اور جان کو پیدا کرنے والے خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں　　جوایسا داتا ہے کہ زبان میں قوت گوئی پیدا کرتا ہے

خداوند بخشندۂ دستگیر کریم خطا بخش وپوزش پذیر

جو مالک بخشنے والا مدد گار ہے　　جوسخی، گناہ معاف کرنے والا اور عذر قبول کرنے والا ہے

عزیز کے ہرکز درش سربتافت بہر ور کہ شد ہیچ عزت نیافت

ایسا عزت کرنے والا ہے کہ جس نے اس کے در سے روگردانی کی　　پھر جس در پر گیا کچھ عزت نہ پائی

سرپادشاہان گردن فراز بدرگاہ او برزمینِ نیاز

اکڑی ہوئی گردن والے بادشاوں کے سر　　اس کے بارگاہ میں عاجزی کی زمین پر ہیں

نہ گردن کشاں را بگیر وبغور نہ عذر آواراں را براند بجور

متکبروں کو فوری گرفت نہیں کرتا　　نہ معافی چاہنے والوں کو ظلم سے بھگاتا

دگر خشم گیرد بکر دار زشت چو باز آمدی ماجرا درنوشت

اگر برے کام سے ناراض ہوتا ہے　　جب تو اس سے باز آجائے تو گزشتہ کو معاف کردیتا ہے

دوکونش یکے قطرہ در بحرِ علم گنہ بیند وپردہ پوشد بحلم

دونوں جہاں اس کے علم کے سمندر میں ایک قطرہ ہیں　　وہ گناہ دیکھتا ہے اور اپنے حلم سے پردہ پوشی کرتا ہے

مزاد را رسد کبریاؤ منئ کہ ملکش قدیمست ودانش غنی

اسی کو بڑائی اور خودی سزا وار ہے کہ اس کا ملک قدیم اور اس کی ذات بے نیاز ہے

یکے را بسر برنہد تاج بخت یکے را بخاک اندر آرزو بخت

کسی کے سر پر خوشبختی کا تاج رکھتاہے کسی کو تخت شاہی سے اتار کر خاک میں ملا دیتاہے

بشر ما ورائے جلالش نیافت بصر منتہائے جمالش نیافت

انسان اس کی جلالی صفات کو سمجھنے سے قاصر رہاہے نگاہ اس کے جمال کی انتہا کا احاطہ نہ کرسکی

(ماخوذ از بوستاں)

☆☆☆

کامل اور افضل مومن کون ہے

وَكَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَان (مجادلہ) ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو مضبوط فرما دیا ہے۔

(۱) سب سے زیادہ کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں اور اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہے۔ (ترمذی)

(۲) کامل مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے جان اور مال پر مطمئن رہیں (ترمذی۔نسائی)

(۳) جس شخص نے خدا کے واسطے محبت کی اور خدا کے واسطے بغض رکھا۔ اور (مال) دیا تو خدا کے واسطے اور منع کیا تو خدا کے واسطے تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کرلیا (احمد، ابوداؤد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعت شریف

از: جناب علیم صاحب

اَلْحَمْدُ للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ . اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم . بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ . صدق اللہ العظیم وبلغ رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین .

الٰہی وہ زباں دے جو ثناء خوانِ محمد ہو
ثنا ایسی جو ہر آئینہ شایان محمد ہو ﷺ

وہ جان پاک دے یارب جو قربان محمد ہو
وہ دل دے جو شکار تیرِ مژگانِ محمد ہو

جنونِ عشق وگرما گرمی سوزِ محبت سے
یہ آوارہ ہواور دشت وبیابانِ محمد ہو

شرابِ شوق سے لبیرز ہو پیمانۂ اُلفت
نگارِ حسن ہو، میں ہوں، خیابانِ محمد ہو

مقام لی مع اللہ تک بھلا کس کی رسائی ہو
جب اس خلوتکدہ میں خاص جانانِ محمد ہو

بدل جائے شب بخت سیہ صبحِ دل آراسی
اگر جلوہ نما روئے درخشانِ محمد ہو

علیم خستہ جاں تنگ آ گیا ہے دردِ ہجراں سے
الٰہی کب وہ دن آئے کہ مہمان محمد ﷺ ہو

اللہ تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں آدمی بنایا، قسم قسم کی نعمتیں عطا فرمائیں۔لیکن سب نعمتیں بیکار تھیں۔اگر ہمیں ان نعمتوں کے کام میں لانے اور خدا کی دی ہوئی ان چیزوں کے استعمال کرنے کا طریقہ نہ معلوم ہوتا، بلکہ خود ہمارا وجود ہی بے کار تھا اگر ہمیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ ہم کس لئے بنے۔اور کیوں اس دنیا میں آئے ہیں۔خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو ہماری زندگی کا مقصد اور

دنیا میں رہنے اور اس کی نعمتوں کو صحیح طور پر استعمال میں لانے کا طریقہ بتانے کے لئے اپنے سب سے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لئے اپنا پیغام لانے والا بنا کر بھیجا۔

شروع میں قرآن شریف کی جو آیت درج کی گئی اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں فرمایا ہے کہ اے ہمارے پیغمبر آپ دنیا والوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میری پیروی کرو (یعنی ہر کام جس طرح میں کرتا ہوں اسی طرح تم بھی کرو) تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا پیارا بنا لے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتا دیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیارے ہیں کہ اس نے قرآن شریف میں جابجا ان کی تعریف فرمائی۔ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام بھی لیا اور اپنے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر کیا۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

وسلم علیک یا حبیب اللہ

☆☆☆

توبہ کی فضیلت وقبولیت واقسام

وتوبوا الی اللّٰہ جمیعاً ایہ المومنون لعلکم تفلحون (نور) اور اے مومنو! اللہ کی طرف تم سب مل کر توبہ کرو، شاید کہ تم فلاح پاؤ۔

(1) گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (بخاری ومسلم) (2) ہر تائب کے لئے جنت ہے (دیلمی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن کے فرمان

شانِ حبیبُ الرحمٰن

از:
مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی

(۱) هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم۔ پارہ ۲۷، سورۂ حدید، رکوع ۱ وہ ہی اول ہے وہ ہی آخر ہے وہ ہی ظاہر ہے وہ ہی چھپا اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ یہ آیت کریمہ حمد الٰہی بھی ہے اور نعت مصطفیٰ بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضور سب سے اول ہیں اور سب سے پیچھے اور سب پر ظاہر اور سب سے چھپے ہوئے اور حضور علیہ السلام ہر یز کو جانتے ہیں اول تو اس طرح کہ دنیا و آخرت ہر جگہ سب سے اول ہی ہیں، سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ۔ جسماً تو حضرت آدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ہیں مگر حقیقتاً حضور علیہ السلام والدِ آدم ہیں بظاہر درخت سے پھول ہے مگر حقیقت میں پھول سے درخت ہے۔

ظاہر میں میرے نخل حقیقت میں میری اصل
اس گل کی یاد میں یہ صدا ابوالبشر کی ہے

اس باغ عالم کے حضور پھول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ سب سے پہلے نبوت آپ کو عطا ہوئی۔ خود فرماتے ہیں۔ كُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَآءِ۔ ہم اس وقت نبی تھے جب کہ حضرت آدم اپنی آب و گل میں جلوہ گر تھے۔ میثاق کے دن اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب سے پہلے بلیٰ فرمانے والے حضور ہی ہیں، بروز قیامت سب سے پہلے آپ کی قبر انور کھولی جاوے

گی، بروز قیامت اول حضور کو سجدہ کا حکم ملے گا سب سے پہلے حضور شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا دروازہ حضور ہی کے دست اقدس پر کھلے گا۔ اول حضور ﷺ ہی جنت کا دروزاہ کھلوائیں گے۔ اوراول حضور ﷺ ہی جنت میں تشریف فرما ہوں گے بعد تمام انبیاء۔ اول حضور ہی کی امت جنت میں جاوے گی بعد میں باقی امتیں۔ غرضیکہ ہر جگہ اولیت کا سہرا ان کے ہی سر پر ہے، اول دن یعنی جمعہ حضور ہی کو دیا گیا، اس قدر اولیت کے باوجود پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آخر بھی ہیں۔ سب سے آخر حضور کا ظہور ہوا۔ خاتم النبین آپ ہی کا لقب ہوا۔ سب سے آخر حضو ہی کو کتاب ملی۔ سب سے آخر حضور ہی کا دین آیا۔ سب سے آخر دن یعنی قیامت تک حضور ہی کا دین باقی رکھا گیا۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے　　پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی
نماز اسریٰ میں تھا یہی سرعیاں ہو معنی اول آخر　　کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

اب رہا ظاہر و باطن حضور علیہ السلام سب پر ظاہر ہیں اور ہمیشہ ظاہر، سب پر تو اس طرح ظاہر کہ ان کو مسلمان جانیں، کافر پہچانیں۔ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ حضور کی معرفت کو بیٹے سے مثال دی نہ کہ باپ سے اس کی تین وجہ ہیں۔ بیٹا اپنے باپ کو صرف لوگوں سے سن کر جانتا ہے بلا دلیل، مگر باپ اپنے بیٹے کو اپنے نکاح، قرار حمل، ولادت وغیرہ دلائل سے جانتا ہے۔ کفار بھی حضور کو دلائل سے پہچانتے تھے نہ فقط سن کر۔ نیز بیٹا دنیا میں آ کر باپ کو پہچانتا ہے مگر باپ ولادت سے پہلے ہی کفار بھی حضور کو ولادت پاک سے پہلے ہی جانتے تھے اور ان کی آمد کی دعائیں مانگتے تھے، نیز بچہ دنیا میں آ کر فوراً نہیں پہچانتا بلکہ سمجھ دار ہو کر، مگر باپ بیٹے کو اول سے ہی جانتا ہے۔ حضور علیہ السلام کو بچپن سے ہی سارا عالم جانتا تھا کہ پہاڑ سلام کرتے تھے حجر خوشخبریاں دیتے تھے۔ درخت سایہ کے لئے جھکتے تھے۔ چاند باتیں کرتا تھا، کفار آپ کی نبوت کی گواہیاں دیتے تھے۔

• بالائے سرش ز ہوشمندی　　مے بتافت ستارۂ بلندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث شریف

کتاب الایمان

باب۱۴: اسلام کے بعض اعمال کی بعض پر فضیلت کا بیان اور یہ کہ ازرُوئے اسلام سب سے افضل کون سے کام ہیں

۲۴۔ حدیثِ عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کے اعمال میں سے کون سا عمل سب سے افضل ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر عمل یہ ہیں کہ تم غربا و مساکین کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو خواہ شناسا ہو یا اجنبی سلام کرو۔

اخرجہ البخادی فی کتاب الایمان۔ باب ٦ طعام من الاسلام

حدیثِ ابوموسیٰؓ: حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے دریافت کیا: یارسُولؐ اللہ اکس شخص کا اسلام سب سے بہتر ہے آپؐ نے فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ (کے شر) سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں۔

اخرجہ البخاری فی کتاب الایمان: باب ۵ ایُّ الاسلام افضل

باب۱۵: جو شخص مندرجہ ذیل اَوصاف وخصائل سے آراستہ ہوگا وہی ایمان کی حلاوت محسوس کر سکے گا۔

۲۶۔ حدیثِ انسؓ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ ایمان کا مٹھاس پالے گا۔

۱ وہ جسے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔

۲ وہ جو اگر کسی شخص سے محبت کرے تو محض اللہ کے لیے کرے (کسی اور غرض سے نہ کرے)

۲ وہ جسے کفر کی حالت کی طرف واپس لوٹنا اتنا ناپسند اور تکلیف دِہ ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا۔

باب۱۶: رسُول اللہ ﷺ کیساتھ اپنے اہل وعیال، ماں باپ اور دُنیا کے سب لوگوں سے زیادہ محبّت رکھنا واجب ہے

۲۷۔ حدیث انسؓ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والدین، اولاد اور ساری دنیا کے انسانوں سے زیادہ محبوب نہیں رکھتا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان باب ۸ حبُّ الرسول من الایمان

باب۱۷: یہ بات بھی ایمان کے اوصاف میں سے ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لیے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کیلئے پسند کرے

۲۸ حدیث انسؓ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کیلئے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی کتاب الایمان: باب ۷ من الایمان ان یحب لاخیہ

باب۱۹: ہمسائے اور مہمان کی عزّت وتکریم کرنا اور یہ خُوبی کہ اگر بولے تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے ایمان کا حصّہ ہیں

۲۹ حدیث ابوہریرہؓ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کا احترام کرے اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اگر بولے تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۳۱ من کان یُومِنُ بِاللّٰہِ وَالیوم الاخر فلا یوذ جارہ

۳۰۔ حدیث ابوشریح عدویؓ حضرت ابوشریحؓ کہتے ہیں کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا جب نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے خاطر مدارات سے سوال کیا گیا کہ یارسولؐ اللہ جائزہ کب تک ہے آپؐ نے فرمایا: جائزہ ایک دن رات ہے اور ضیافت تین دن رات! اور جو اس سے بھی بڑھ جائی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۸ الادب: باب ۳۱ مَن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذِ جارہ

باب۲۰: ایمان والوں کا ایمان کے اعتبار سے ایک دوسرے سے افضل ہونے اور ایمان میں اہل یمن کے بڑھ جانے کا ذکر

۳۱۔ حدیث ابومسعودؓ عقبہ بن عمروؓ حضرت عقبہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے یمن کی جانب اشارہ کرتے ہُوئے فرمایا: ایمان یمنی ہے یعنی ادھر (یمن میں) ہے اور یادرکھو سختی اور سنگ دلی ان اونٹوں کے چرواہوں میں پائی جاتی ہے جو اونٹوں کی دُموں کے پاس کھڑے ہو کر ہانک لگاتے ہیں یعنی ربیعہ اور مضر کے قبائل میں، جہاں سے شیطان کے دونوں سینگ نکلتے ہیں۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق۔ باب ۱۵ خیر مال المسلم غنم یتبع شعف الجبال

۳۲ حدیث ابوہریرہؓ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ: نے فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں، یہ لوگ نرم دل اور لطیف مزاج کے مالک ہیں، فقہ یمنی ہے اور حکمت یمن والوں کی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۴ المغازی۔ باب ۷۴ قدوم الاشعریین واھل الیمن

۳۳۔ حدیث ابوہریرہ : حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کُفر کا سر چشمہ مشرق کی جانب ہے اور فخر و غرور مالکانِ اسپ و شُتر میں پایا جاتا ہے جو بڑے بڑے ریوڑ پالنے والے اور ہانکا کرنے والے وحشی ہیں، اور اطمینانِ قلب اور دباری بھیڑ بکریاں پالنے والوں کا وصف ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۵۹ بدء الخلق: باب ۱۵ خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال

۳۴۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: مَیں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا کہ فخر و غرور اُونٹوں کے وحشی مالکوں کا خصوصی وصف ہے۔ اور سکون وطمانیت (نرم خوئی) بھیڑ بکریاں پالنے والوں کا خاصہ ہے اور ایمان یمن والوں میں ہے اور حکمت و دانائی بھی یمن سے تعلق رکھتی ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب۔ باب ۱ قول اللہ تعالیٰ:

(يَآ اَيُّهاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقنَا كُم مِّن ذَكَر وَّاُنثىٰ وَجَعَلنٰكُم شُعُوبا وَّقَبآئِلَ لِتَعَارَفُوا)

باب۲۱: دین (کی رُوح دُوسروں کی) خیر خواہی ہے

۳۵۔ حدیث جریر بن عبداللہؓ: حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسُول اللہ ﷺ کے دستِ مُبارک پر بعیت کی تھی کہ احکام الٰہی کو سنوں گا اور اطاعت کروں گا اور ہر مسلمان کی بھلائی چاہوں گا۔ تو آپؐ نے مجھے تلقین فرمائی تھی کہ کہو: جس قدر میری بساط میں ہوگا۔"

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۹۳ الاحکام: باب ۴۳ کیف یبایع الامام النّاس

باب۲۲: گناہوں کے ارتکاب سے ایمان ناقص ہو جاتا ہے۔ اور جب گنہگار کے ایمان کی نفی کی جاتی ہے تو اس سے مُراد دراصل ایمان کامل کی نفی ہوتی ہے۔

۳۶۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زانی بحالتِ زنا مومن نہیں ہوتا بعینہٖ شرابی پیتے وقت مومن نہیں ہوتا اور چور چوری کرتے وقت مومن نہیں ہوتا۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ کوئی شخص اس وقت مومن نہیں ہوتا جب وہ کوئی قیمتی مال لوٹ رہا ہو اور لوگ اس کی وجہ سے اس کی طرف نِگاہیں اٹھائیں یعنی لوگوں کی نظروں کے سامنے لُوٹ کر لے جائے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۷۴ اشربہ: باب اقول اللہ عزّ وجل: انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن)

علمائے محققین نے اس حدیث کے معنی یہ لیے ہیں کہ ان افعال کے ارتکاب کے وقت اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا، یہ تادیل اس بنا پر کی ہے کہ حضرت ابوذرؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں جائے گا خواہ زنا یا چوری کرے۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ.

یعنی اللہ تعالیٰ صرف جرم شرک کو ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ اس کے علاوہ دوسرے جرائم جس کے چاہے گا معاف فرمادے گا۔

باب۲۳: منافق کی خصلتوں کا بیان

۳۷۔ حدیثِ عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبدؓاللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں جو اگر سب کی سب کسی شخص میں موجود ہوں تو وہ پورا منافق ہوگا۔ اور جس شخص میں اس میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے گی اس میں نفاق کی ایک صفت موجود ہوگی تا آنکہ اس کو ترک نہ

کر دے: اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور اگر عہد کرے تو دھوکہ دے اور جب جھگڑے تو بدگوئی کرے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۲۴ علامۃ المنافق

۳۸۔ حدیث ابو ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مُنافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے (۲) وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا ہے (۳) اور اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۲ الایمان: باب ۲۴ علامۃ المنافق

باب ۲۴: مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان

۳۹۔ حدیث عبداللہ بن عمرؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہہ کر پکارتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔

اخرجہ البخاری فی کتاب ۷۸ الادب۔ باب ۷۳ من کفر اخاہ بغیر تاویل

باب ۲۵: اس شخص کی ایمانی حالت کا بیان جو دانستہ خود کو اپنے حقیقی باپ کی بجائے دوسرے باپ کی طرف منسُوب کرے۔

۴۰۔ حدیث ابوذرؓ: حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے سُنا: کہ جس شخص نے دیدہ دانستہ خود کو اپنے باپ کی بجائے دوسرے باپ کی طرف منسُوب کیا اس نے کفر کیا اور جس نے کسی ایسی قوم (قبیلہ) میں سے ہونے کا دعویٰ کیا جس سے اس کا کوئی نسبی رشتہ دار نہ ہو تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۶۱ المناقب: باب ۵ حدثنا ابو معمر:

۴۱۔ حدیث ابو ہریرہؓ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے آباؤاجداد سے انحراف کر کے خود کو دوسروں کی طرف منسوب نہ کرو کیونکہ اپنے حقیقی باپ کے باپ ہونے سے انکار کرنا کفر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۵ الفرائض: باب ۲۹ من ادعیٰ الیٰ غیر ابیہ

۴۲۔ حدیث سعد بن ابی وقاص وابوبکرہؓ: حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ: جو شخص جانتے بوجھتے یہ دعویٰ کرے کہ اس کا باپ اس کے حقیقی والد کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے اس پر جنّت حرام ہے۔ یہ حدیث جب حضرت ابوبکرہؓ کے سامنے بیان کی گئی تو انھوں نے کہا اس حدیث کو میں نے اپنے دونوں کانوں سے آنحضرت ﷺ سے خود سُنا اور میرے حافظہ نے اسے یاد رکھا۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۸۵ الفرائض: باب ۲۹ من ادعیٰ الیٰ غیر ابیہ

باب ۲۶: مسلمان کو گالی دینا اور بُرا بھلا کہنا گناہ ہے اور مسلمانوں سے جنگ کرنا کُفر ہے۔

۴۳۔ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ: حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مسلمان کو گالی دینا فسق اور مسلمانوں سے جنگ کرنا کفر ہے۔

اخرجہ البخاری فی: کتاب ۲ الایمان: باب ۳۶ خوف المومن ان یحبط عملہ وھو لا یشعر

باب ۲۷: نبی اکرم ﷺ کا ارشاد کہ میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دُوسرے کو قتل کرنے لگو

۴۴۔ حدیث جریر ؓ حضرت جریرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھے حکم دیا کہ لوگوں کو خاموش رہنے کی لیے کہوں، چنانچہ جب لوگ خاموش ہو تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔

اخرجہ البخاری فی کتاب العلم: باب ۴۳ الانصات للعلماء

۴۵۔ حدیث ابن عمرؓ: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالےٰ تم پر رحم فرمائے! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔

اخرجہ البخاری فی کتاب الادب: باب ۹۵ ما جاء فی قول الرجل ویلک

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلستان سعدی

از حضرت شیخ سعدیؒ

درسبب تالیف کتاب

کتاب کی تصنیف کے سبب کے بیان میں

یک شب تامُّل اَیّامِ گزشتہ می کردم وبرعمر تلف کردہ تاسّف می خوردم و
ایک رات میں گزرے ہوئے دنوں میں سوچ رہا تھا اور برباد کی ہوئی زندگی پر افسوس کرر ہا تھا اور
سنگلاخۂ دل را بالماسِ آبِ دیدہ می سفتم وایں بیتہا مناسب حال خود می گفتم
دل کے پتھر کو آنسوؤں کے ہیرے سے چھید رہا تھا اور اپنے مناسب حال یہ شعر پڑھ رہا تھا

مثنــــــوی

ہر دم از عمر می رود نفسے — **چوں نگہ می کنم نماند بسے**
ہر ان زندگی کا ایک سانس جارہاہے — جب میں غور کرتا ہوں تو اب زیادہ باقی نہیں ہے

اے کہ پنجاہ رفت ودر خوابی — **مگر ایں پنجروز دریابی**
اے وہ شخص کہ پچاس سال گزر گئے اور تو خواب میں ہے — شاید ان پانچ روز سے فائدہ اٹھالے

خجل آں کس کہ رفت وکار نساخت — **کوس رحلت زدند وبار نساخت**
وہ بہت شرمندہ ہے جو چل دیا اور کوئی کام نہ بنایا — لوگوں نے کوچ کا نقارہ بجادیا اور اس نے سامان نہ باندھا

خواب نوشینِ بامدادِ رحیل — **باز دارد پیادہ راز سبیل**
کوچ کی صبح کو میٹھی نیند — مسافر کو راستہ چلنے سے باز رکھتی ہے

ہر کہ آمد عمارتے تو ساخت — رفت ومنزل بدیگرے پرداخت
جو آیا اس نے ایک نئی عمارت بنائی — وہ چلا گیا اور عمارت دوسرے کے لئے خالی کرگیا

واں دگر پخت ہمچنیں ہوسے — ویں عمارت بسر نبرد کسے
اس دوسرے نے بھی ایسی ہی ہوس پکائی — اوراس عمارت کو کوئی پورا نہ کرسکا

یارِ ناپائدار دوست مدار — دوستی را نشاید ایں غدار
غیر مستقل یار سے دوستی نہ کر — نہ غدار دوستی کے لائق نہیں ہے

مادۂ عیش آدمی شکم است — تا بتدریج می رود چہ غم است
آدمی کی زندگی کا سرمایہ پیٹ ہے — جب تک اس کی رفتار درمیانہ ہے کیا فکر ہے

گربہ بندد چنانکہ نکشاید — گردل از عمر برکند شاید
اگر اس میں ایسا بند پڑجائے جو نہ کھلے — تو زندگی سے اگر دل ہٹالے تو مناسب ہے

ورکشاید چنانکہ نتواں بست — گو بشواز حیاتِ دنیا دست
اور اگر ایسا چل پڑے جو روکا نہ جاسکے — تو کہدو کہ دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھولے

چار طبع مخالف وسرکش — چند روزے بوند باہم خوش
چار طبیعتیں جو باہمی مخالف اور سرکش ہوں — وہ چند ہی دن آپس میں خوش رہ سکتی ہیں

گریکے زیں چہار شد غالب — جان شیریں برآید از قالب
اگر ان چار میں سے ایک غالب ہوگئی — تو میٹھی جان قالب سے باہر آجاتی ہے

لاجرم مردِ عارفِ کامل — نہ نہد برحیاتِ دنیا دل
لامحالہ پورا جان کار انسان — دنیا کی زندگی سے دل نہیں لگاتا

نیک وبد چوں ہمی بباید مُرد — خنک آں کس کوگوئے نیکی بُرد
نیک اور بدجب سبھی کو مرنا ہے — تو وہ اچھا ہے جو نیکی میں بازی لے گیا

برگ عیشے بگورِ خویش فرست　　کس نیارد زپس تو پیش فرست

اپنی قبر میں زندگی کا سامان بھیج دے　　بعد میں کوئی نہیں لائے گا تو پہلے سے بھیج دے

عمر برف ست وآفتاب تموز　　اند کے ماند وخواجہ غرہ ہنوز

عمر برف کی طرح ہے اور سورج تموز کے مہینہ کا ہے　　تھوڑی رہی ہے اور جناب ابھی تک غافل ہیں

اے تہیدست رفتہ در بازار　　ترسمت پر نیاوری دستار

اے وہ جو خالی ہاتھ بازار میں چلا گیا　　مجھے ڈر ہے تو دستار بھر کر نہ لائے گا

ہر کہ مزروعِ خود خورد بخوید　　وقت خرمنش خوشہ باید چید

جو اپنی کھیتی کچی کھاجائے　　اس کو کھلیان کرتے وقت بالیں چگنی پڑیں گی

پندِ سعدؔی بگوش دل بشنو　　رہ چنین است مرد باش وبرو

سعدی کی نصیحت دل کے کان سے سن　　راستہ یہی ہے مرد بن اور چل

بعد از تامُّل مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم ودامن صحبت فراہم

غور کے بعد میں نے یہ مناسب سمجھا کہ کٹیا میں گوشہ نشین بنوں اور یار باشی سے دامن

چینم ودفتر از گفتار ہائے پریشاں بشویم ومن بعد پریشاں نہ گویم

سمیٹ لوں اور فضول باتوں کا دفتر دھودوں اور پھر بے ضرورت بات نہ کروں

بیت

زباں بریدہ بکنجے نشستہ صمٌّ بکمٌ　　بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

زبان کٹا ہوا گوشہ میں بہرا گونگا بنا بیٹھا ہوا　　اس سے بہتر ہے جس کی زبان قابو میں نہ ہو

تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ ہم نشین من بودے ودر حجرۂ جلیس

یہاں تک کہ ایک دوست جو کجاوے میں میرا ہمنشین اور حجرہ میں ہم مجلس تھا

برسمِ قدیم از در در آمد چنداں کہ نشاطِ ملاعبت کرد و بساطِ مداعبت

پہلی عادت کے مطابق دروازے سے اندر آیا جس قدر بھی اس نے کھیل کود کی خوشی کی کوشش کی اور مذاق کی بساط

گسترد جوابش نہ گفتم وسراز زانوئے تعبّد برنگرفتم رنجیدہ نگہ کردو گفت
بچھائی میں نے اس کو جواب نہ دیااور عبادت گزاری کی زانو سے سر نہ اٹھایااس نے رنج سے مجھے دیکھااور بولا

قطعہ

کنونت کہ امکانِ گفتار ہست　　بگوا ے برادر بلُطف وخوشی
اب جب کہ تجھ میں بات کرنے کی طاقت ہے　　اے بھائی نرمی اور خوشی سے بات کرلے
کہ فردا چو پیک اجل در رسد　　بحکمِ ضرورت زباں در کشی
اس لئے کہ کل کو جب موت کا قاصد پہونچ جائے گا　　تو مجبوراً تو زبان بند کرلے گا

کسے از متعلّقانِ منش برحَسَبِ واقعہ مطّلع گردانید کہ فلاں عزم کردہ است
میرے متعلقین میں سے کسی نے اس کو اصل واقعہ بتایا کہ اس نے تو پختہ ارادہ اور
ونیت جزم کہ بقیّتِ عمر معتکف نشیند وخاموشی گزیند تو نیزاگر توانی
پکی نیت کرلی ہے کہ باقی عمر گوشہ نشین رہے گا اور خاموشی اختیار کرے گا۔ تجھ سے اگر ہوسکے تو
سرخویش گیرو مجانبت پیش گفتا بعزّتِ عظیم وصحبت قدیم کہ دم بر
تو بھی اپنا راستہ لےاور یکسوئی اختیار کر وہ بولا خدائے برتر کی عزت اور پرانی دوستی کی قسم کہ میں سانس
نیارم وقدم بر ندارم مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود بعادتِ مالوف
بھی نہ لوں گا اور قدم بھی نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ پہلی عادت اور قدیم طریقہ کے مطابق
وطریقِ معروف کہ آزردن دل دوستاں جہل است وکفّارتِ
بات نہ ہوجائے اس لئے کہ دوستوں کا دل دکھانا نادانی ہے اور قسم کا کفارہ دے دینا
یمین سہل۔ خلاف راہِ صواب ست وعکس رائے اولی الالباب
آسان ہے۔ درست رائے کے خلاف ہے۔ اور عقلمندوں کی رائے کے برعکس
ذوالفقارِ علیؓ درنیام وزبانِ سعدی درکام
حضرت علیؓ کی ذوالفقار کا نیام میں رہنااور سعدی کی زبان کا تا لو سے لگنا

زباں در دہانِ خرد مند چسیت　　کلیدِ درِ گنجِ صاحب ہنر
عقلمند کے منہ میں زبان کیاہے　　ہنر مند کے خزانہ کے دروازہ کی کنجی
چو در بستہ باشد چہ داند کسے　　کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور
جب دروازہ بند ہوتو کسی کو کیامعلوم　　کہ موتی بیچنے والا ہے یا بساطی

قطعہ

اگر چہ پیش خردمند خامشی ادب ست　　بوقتِ مصلحت آں بہ کہ درسخن کوشی
عقلمند کے آگے چپ رہنا اگرچہ ادب ہے　　مصلحت کے وقت یہ بہتر ہے کہ توبات کرنے کی کوشش کرے
دو چیز طیرہ عقل ست دم فروبستن　　بوقتِ گفتن و گفتن بوقت خاموشی
دوباتیں عقل کا عیب ہیں۔ کہنے کے وقت　　چپ رہنا اور چپ رہنے کے وقت بولنا

فی الجملہ زبان از مکالمت او درکشیدن قوت نداشتم وروئے از
خلاصہ یہ کہ اس کے ساتھ بات کرنے سے زبان روکنے کی مجھ میں قوت نہ رہی اور اس کی ہمکلامی
محادثت بگر دانیدن مروت ندانستم کہ یار موافق بود ومحبّ صادق
سے منہ موڑنے کو میں نے آدمیت نہ سمجھی اس لئے کہ موافق یار اور سچا دوست تھا

بیت

چو جنگ آوری باکسے بر ستیز　　کہ ازوے گزیرت بود یا گریز
جب تولڑے تواس سے لڑ　　جس سے تجھے چارہ کار ہو یا گریز کی گنجائش ہو

بحکم ضرورت سخن گفتم وتفرج کناں بیروں رفتم درفصل ربیعے کہ صولت
مجبوراً میں نے بات کرلی اور تفریح کیلئے باہر نکل پڑا بہار کا موسم تھا سردی کا حملہ
برد آرمیدہ بود واوان دولت وردرسیدہ
ٹھنڈا پڑچکاتھا اور گلاب کی حکومت کا موسم آگیا تھا

قطعہ

اول اردی بہشت ماہ جلالی　　بلبل گوینده برمنا برقضباں

جلالی سن کے اردی بہشت مہینہ کا شروع　　شاخوں کے ممبروں پر بلبل چہک رہی تھی

برگلِ سرخ از نم اوفتاده لآلی　　ہمچو عرق برغدار شاہد غضباں

گلاب کے پھول پر شبنم کے موتی بکھرے تھے　　جیسے غصہ کی حالت میں معشوق کے رخسار پر پسینہ

شب رابو ستاں بایکے از دوستاں اتفاق مبیت افتاد موضعے خوش و
رات کو باغ میں ایک دوست کے ساتھ شب گزارنے کا اتفاق ہوا ایک سرسبز وشاداب
خُرّم و درختانِ دل کش ودرھم گفتی کہ خردۂ مینا برخاکش ریختہ وعقد
جگہ اور درختوں کے جھرمٹ دار دل چسپ درخت گویا کہ کانچ کے ٹکڑے اس کی خاک پر بکھرے ہوئے اور ثریا کا
ثُریّا ازتاکش آویختہ
گچھا اس کے انگوروں کی بیل میں لٹکا ہوا تھا

قطعہ

روضة ماء نهر ها سلسال　　دوحه سجع طير ها موزون

ایک ایسا باغ جس کی نہر کا پانی جاری تھا　　ایسا درخت جس کے پرندوں کا گانا موزوں

آں پرازلالہ ہائے رنگا رنگ　　ویں پراز میوہ ہائے گوناگوں

وہ رنگ برنگ کے لالوں سے پُر　　یہ طرح طرح کے میوؤں سے لدا ہوا

باد در سایۂ درختانش　　گستر انید فرش بو قلموں

ہوا نے اس کے درختوں کے سایہ میں　　رنگا رنگ فرش بچھا دیا تھا

بامداداں کہ خاطر باز آمدن بررائے نشستن غالب آمد دیدمش دامنے
صبح کو جب واپسی کا خیال بیٹھنے کی رائے پر غالب آگیا میں نے اسے دیکھا کہ وہ

گل وریحان وسنبل وضمیر ان فراہم آوردہ وآہنگ رجوع کردہ

گل ، بیجان، سنبل ،اور ضمیران سے دامن کو بھرے ہوئے ہے اور لوٹنے کا ارادہ کررہا ہے

گفتم گلِ بوستاں راچنانکہ دانی بقائے وعہد گلستاں را وفائے نباشد

میں نے اس سے کہا جیسا کہ تجھے معلوم ہے باغ کے پھول کوٹکاؤ اور باغ کے زمانہ میں وفانہیں ہوتی

وحکیماں گفتہ اند ہر چہ نپاید دلِ بستگی را نشاید گفت طریق چیست گفتم

اور عقلمندوں نے کہا ہے جو ناپائیدار ہے دوستی کے لائق نہیں ہے اس نے کہا پھر کیا صورت ہے میں نے کہا

برائے نزہت ناظراں وفسحتِ حاضراں کتاب گلستاں توانم تصنیف کردن

دیکھنے والوں کی تفریح اور موجودہ لوگوں کی کشادگی کے لئے میں ایک ایسی گلستاں کتاب تصنیف کرسکتا ہوں

کہ بادِ خزاں را بر ورق او دستِ تطاول نباشد وگردش زماں عیش

جس کے پتوں پر خزاں کی ہوا کی دست درازی نہ ہو اور زمانہ کی گردش اس کے موسم

ربیعش رابہ طیش خریف مبدل نہ کند

بہار کی خوشگواری کو موسم خزاں کی ناگواری میں تبدیل نہ کرسکے

قطعہ

بچہ کار آیدت زگل طبقے　　از گلستانِ من ببر ورقے

پھولوں کا طبق تیرے کس کام آئے گا　　میری گلستاں کاایک ورق لے جا

گل ہمیں پنجر وزشش باشد　　ویں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

پھول یہی پانچ چھ روز رہے گا　　اور یہ گلستاں ہمیشہ تازہ رہے گی

حالے کہ من ایں حکایت بگفتم دامنِ گل بریخت ودردامنم آویخت کہ الکریم

جیسے ہی میں نے یہ بات کہی اس نے پھولوں کا دامن چھوڑ دیا اور میرے دامن سے چمٹ گیا کہ شریف

اذاوعد وفی فصلے دوہماں روز اتفاق بیاض افتادہ درحسن معاشرت

جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے دو فصل اسی روز لکھنے کا موقع مل گیا میل جول کی خوبی

وآداب محاورت درلبا سے کہ متکلماں را بکار آید ومترسلاں را بلاغت

اور بات چیت کرنے کے آداب کے بیان میں ایسی عبارت میں کہ بولنے والوں کے کام آئے اور خط وکتابت کرنے والوں کی بلاغت

افزاید فی الجملہ ہنوز از گستاں بقیتے ماندہ بود کہ کتاب گلستاں

بڑھائے خلاصہ یہ کہ ابھی کچھ موسم بہار باقی تھا کہ کتاب گلستاں

تمـام شــد واللّٰہ اعلم واحکم بالصواب

پوری ہوگئی خدادرست بات کاسب سے زیادہ جاننے والا اور فیصلہ کرنے والا ہے۔

ذکر پادشاہزاں جہاں سعد بن ابی بکر بن سعد نور اللّٰہ قبرہٗ

ابو بکر بن سعد (خدا سعد کی قبر کو نور سے بھردے) کے بیٹے شہزادۂ سعد کا ذکر !

وتمام آنگہ شود بتحقیقت کہ پسندیدہ آید در بارگاہ جہاں پناہ سایۂ کردگار

(یہ گلستاں حقیقتاً) مکمل تو جب ہی ہوگی جب جہاں پناہ کے دربار میں پسند آجائے جوخدا کا سایہ ہے

پرتولطف پروردگار و ذُخرزماں وکہف اماں المؤید من السماء

خدا کی مہربانی کا عکس ہے زمانہ کا ذخیرہ ہے امن کی پناہ ہے جس کو آسمانی تائید حاصل ہے ۔

المنصور علی الاعداء عضد الدولۃ القاہرہ سراج الملۃ الباہرۃ

دشمنوں پر فتحمند ہے غالب حکومت کا بازو ہے روشن ملت کا چراغ ہے

جمال الانام مفخر الاسلام سعد بن الاتابک الاعظم شہنشاہ المعظم

مخلوق کاحسن ہے۔اسلام کے لئے باعث فخر ہےیعنی سعد جواس اتابک اعظم کا بیٹا ہےجو کہ بڑا بادشاہ ہے

مالک رقاب ا لامم مولیٰ ملوک العرب والعجم سلطان البر والبحر

امتوں کی گردنوں کا مالک ہے عجم اور عرب کے بادشاہوں کا آقا ہے خشکی اور سمندر کا بادشاہ ہے

وارث ملک سلیمان مظفر الدین ابو بکر بن سعد بن زنگی

ملک سلیمان کا وارث ہے دین کا فتحمند ہے یعنی ابوبکر جوبیٹا سعد کا ہے جو بیٹا زنگی کا

ادام اللہ اقبالھما وضاعف ا جلالھما وجعل الیٰ کل خیر مآلھما

خدا ان کا اقبال ہمیشہ قائم رکھے اور دونوں کی بزرگی کو دوگنا کرے اور ہر بھلائی کی طرف ان کا انجام کرے

بکرشمۂ لطف خداوندی مطالعہ فرماید

مالکانہ مہربانی سے مطالعہ کرے۔

قطعــــہ

گر التفات خداوندیش بیاراید　　نگار خانۂ چینی ونقش ار ژنگیست

اگر اس (گلستاں) کو شاہی توجہ سنوار دے　　تو وہ چین کا نگار خانہ ہے اور ارژنگ کا کھینچا ہوا نقش ہے

امید ہست کہ روئے ملال درنکشد　　ازیں سخن کہ گلستاں نہ جائے دلتنگیست

امید تو یہی ہے کہ وہ ملال سے منہ نہ پھیرے گا　　اس کلام سے اس لئے کہ گلستاں دل تنگ ہونیکا مقام نہیں ہوتا ہے

علی الخصوص کہ دیباچۂ ہمایونش　　بنام سعد ابوبکر سعد بن زنگیست

خصوصاً جب کہ اس کا متبرک دیباچہ　　ابوبکر ابن سعد ابن زنگی کے نیک نام سے ہے

ذکر امیر کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہ

امیر کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر کا ذکر خدا اس کی عمر دراز کرے

دیگر عروس فکر من از بے جمالی سر بر نیارد و دیدہ یاس از پشت پائے خجالت

علاوہ ازیں میرے فکر کی دلہن بدصورتی کی وجہ سے سر نہیں اٹھائے گی اور مایوسی کی نگاہ شرمندگی کے پشت پا سے

برندارد و درزمرۂ صاحب نظراں متجلی نشود مگر انگہ کہ متحلّی گردد بزیور قبول

نہیں ہٹائے گی اور صاحب نظر لوگوں کی جماعت میں روشن نہیں ہوگی جب تک کہ وہ امیر کبیر کی قبولیت کے زیور

امیر کبیر عالم عادل مظفر ومنصور ظہیر سریر سلطنت مشیر تدبیر مملکت کھف الفقراء

آراستہ نہ ہو جو کہ عالم منصف، کامیاب، منصور، تخت سلطنت کا مددگار، مملکت کی تدبیر کا مشیر فقراء کی جائے پناہ

ملاذ الغرباء مربی الفضلاء محبّ الاتقیاء افتخار اٰل پارس یمین الملک

غرباء کا ٹھکانا، فضلاء کو پالنے والا، متقیوں کا دوست، اہل فارس کے لئے فخر، ملک کا دایاں ہاتھ

ملک الخواص باربک فخر الدولۃ والدین غیاث الاسلام والمسلمین

مقربان بارگاہ کا سردار، وزیر حضوری، دولت اور دین کا فخر، اسلام اور مسلمانوں کا فریاد رس

عمدۃ الملوک والسلاطین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہ واجل قدرہ وشرح

صدرہ وضاعف اجرہ کہ ممدوح اکابر آفاق است

اور اس کا مرتبہ بڑھائے اور اس کا دل کھولدے اور اس کا ثواب دوگنا کردی جو کہ دنیا کے بزرگوں کا ممدوح ہے

ومجموع مکارم اخلاق

اور عمدہ اخلاق کا مجموعہ ہے

شعــــر

ہر کہ در سایۂ عنایت اوست گنہش طاعتست ودشمن دوست

جو اس کی مہربانی کے سایہ میں ہے اس کا گناہ بھی عبادت ہے اور اس کا دشمن بھی دوست ہے

بر ہر یک از سائر بندگاں وحواشی خدمتے معین است کہ اگر در ادائے برخے از اں

حاشیہ نشین اور غلاموں میں سے ہر ایک پر ایک خدمت مقرر ہے کہ اگر اس کے ادا کرنے میں تھوڑی سی بھی

تہاون وتکاسل روا دارند در معرض خطاب آیند و در محل عتاب مگر

ڈھیل اور سستی جائز رکھیں تو ان سے جواب طلب ہوجائے اور عتاب میں آجائیں

براں طائفہ درویشاں کہ شکر نعمت بزرگاں برایشاں واجب وذکر

فقیروں کے اس گروہ کے کہ جن پر بزرگوں کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے اور بہتر

جمیل ودعائے خیر وادائے چنیں خدمت در حد غیبت اولےٰ

ذکر اور اچھی دعائیں اور اس طرح کی خدمت گزاری پیٹھ پیچھے زیادہ بہتر

ترست کہ درحضور ایں بہ تصنع نزدیک ست وآں ازتکلف دور وباجابت

ہےاس لئے کہ یہ آمنے سامنے میں بناوٹ سے قریب ہوجاتی ہےاور وہ تکلف سے دوراور قبولیت سے

مقرون

نزدیک ہے۔

قطعــــــہ

پشت دوتائے فلک راست شدازخُرّمی   تا چوتو فرزند زاد مادرِ ایّام را

خوشی کی وجہ سے آسمان کی کبڑی کمر سیدھی ہوگئی   جب سے مادر ایام نے تجھ جیسا فرزند جنا

حکمت محض ست گرلطفِ جہاں آفریں   خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را

یہ خالص حکمت ہےاگر جہان کے پیدا کرنے والے کی   مہربانی عوام کی بھلائی کی خاطر کسی کومخصوص کرے

دولتِ جاوید یافت ہرکہ نکونام زیست   کزعقبش ذکرِ خیر زندہ کند نام را

جونیک نامی سے زندہ رہااس نے لازوال دولت پائی   اس لئے کہ اس کے بعد اس کا ذکرخیر نام کوزندہ رکھے گا

وصف تراگر کند ورنکند اہلِ فضل   حاجتِ مشاطہ نیست روئے دلآرام را

اہل فضل خواہ تیری تعریف کریں یا نہ کریں   حسین چہرہ کو بناؤسنگھار کرنے والی کی ضرورت نہیں ہے

ذکر تقصیرخدمت وموجب اختیارعزلت

خدمت میں کوتاہی اورگوشہ نشینی اختیار کرنے کے سبب کا ذکر

تقصیر وتقاعدے کہ در مواظبت خدمت بارگا ہ خداوندی رود بنابر

جوکوتاہی اور سستی بادشاہ کے در بار کی مستقل حاضری میں ہوتی ہے اس وجہ

آنست کہ طائفہ ازحکمائے ہندوستان در فضائل بزرچمہر سخن می گفتند

سے ہے کہ ہندوستان کے عقلمندوں کاایک گروہ بزر چمہر کی خوبیوں کی بات کر رہاتھا

بالآخر جزیں عیبش ندانستند کہ درسخن گفتن بطئ ست یعنی درنگ بسیار

آخر کار اس کا عیب سوائے اس کے نہ جانا کہ وہ بات کرنے میں سست ہے۔ یعنی بہت دیر کرتا ہے

ہمی کندو مستمع را بسے منتظری باید بود تا وے تقریر سخنے کند بزر چمہر

اور سننے والے کو بہت منتظر رہنا پڑتا ہے تو کہیں وہ ایک بات کی تقریر کرتا ہے بزر چمہر نے

بشنید وگفت اندیشہ کردن کہ چہ گویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم

سنا اور بولا سوچنا کہ میں کیا کہوں اس کی پشیمانی اٹھانے سے بہتر ہے کہ میں نے کیوں کہا

سخندان پر وردہ پیر کہن | بیند یشد آنگہ بگوید سخن

بات کا جاننے والا، تجربہ کار، پرانا بڈھا | سوچ لیتا ہے پھر بات کرتا ہے

مزن بے تامّل بگفتاردم | نکو گوئی گردیر گوئی چہ غم

بدون سوچے بات کہنا شروع نہ کر | بات بہتر کہہ اگر دیر میں کہے تو کیا غم ہے

بیندیش وانگہ برآور نفس | وزاں پیش بس کن کہ گویند بس

سوچ لے پھر بات نکال | اور اس سے پہلے ختم کردے کہ لوگ "بس" کہیں

بہ نطق آدمی بہترست از دواب | دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

گویائی کی وجہ سے آدمی جانوروں سے افضل ہے | اگر ٹھیک بات نہ کہے تو تجھ سے جانور بہتر ہیں

فکیف درنظر اعیان حضرت خداوندی عز نصرہ کہ مجمع اہل دل ست ومرکز

تو پھر شاہی دربار کے سرداروں کے سامنے کیا ہو۔ خدا کرے اس کی فتح غالب رہے جو اہل دل کا مجمع ہے اور جو ماہر

علمائے متبحر اگر درسیاقتِ سخن دلیری کنم شوخی کردہ باشم وبضاعتِ

علماء کا مرکز ہے اگر طرز کلام میں دلیری کروں تو میری گستاخی ہوگی اور عزیز مصر کے

مرجات بحضرتِ عزیز آوردہ وشبہ در بازار جوہر یاں جوے نیارد
دربار میں کھوٹی پونجی لے جانا ہوگی اور کہ جوہریوں کے بازار میں بوتھ ایک جو کے بھی لائق نہیں اور
وچراغ پیش آفتاب پرتوے ندارد ومنارہ بلند بردامن کوہِ الوند پست نماید
آفتاب کے سامنے چراغ کی کوئی روشنی نہیں اور کوہ الوند کے دامن میں بلند منارہ پست نظر آتا ہے

مثنـــونی

ہر کہ گردن بدعویٰ افرازد ۔ خویشتن را بہ گردن اندازد
جوشخص کسی دعویٰ کے لئے گردن اُونچی کرتا ہے ۔ وہ اپنے آپ کو گردن کے بل گراتا ہے
سعدی افتادہ است وآزادہ ۔ کس نیاید بجنگ افتادہ
سعدی عاجز اور آزاد آدمی ہے ۔ عاجز سے لڑنے کوئی نہیں آتا!
اول اندیشہ وانگہے گفتار ۔ پائے پیش آمدست وپس دیوار
پہلے سوچ لے پھر بات کر ۔ نیو پہلے ہے دیوار پیچھے !
نخل بندم ولے نہ دربستاں ۔ شاہدم من ولے نہ درکنعاں
میں مالی ہوں لیکن نہ باغ میں ۔ میں معشوق ہوں لیکن نہ کنعان میں

لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینا یاں کہ تا جائے نہ بیند
لقمان سے لوگوں نے پوچھا تو نے دانائی کس سے سیکھی اس نے کہا اندھوں سے کہ جب تک جگہ نہ ٹٹول لیں۔
پائے ننہند ۔ قَـدِّمِ الْخُـرُوْجَ قَبْـلَ الْوُلُـوْجِ۔
قدم نہیں دھرتے ہیں داخل ہونے سے پہلے نکلنے کی سوچ لے

مصـــرعہ:

مردیت بیازماء وانگہ زن کن
پہلے قوت مردمی کو آزمالے پھر شادی کر

قطعــــہ

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ چہ زند پیش باز روئیں چنگ
مرغ اگرچہ لڑنے میں چالاک ہو لیکن کانسی کے پنجے والے باز کے مقابلہ میں کیا کرسکتا ہے
گربہ شیرست در گرفتن موش لیک موش ست در مصاف پلنگ
چوہا پکڑنے میں بلی شیر ہے ! لیکن چیتے کی لڑائی میں وہ چوہا ہے

اما باعتماد وسعت اخلاق بزرگاں کہ چشم ازعوائبِ زیر دستاں
لیکن بزرگوں کے اخلاق کی وسعت کے بھروسے پر کیونکہ وہ چھوٹوں کے عیب سے چشم پوشی
بپوشند و درافشائے جرائم کہتراں نکوشند، کلمۂ چند بطریقہ اختصار ازنوادر
کرتے ہیں اور چھوٹوں کے عیب ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ چند کلمے مختصر طور پر نادر باتوں
وامثال وشعر وحکایات در سیر ملوک ماضی رحمہم اللہ دریں کتاب
مثالوں، شعر، حکایتوں ، گزشتہ بادشاہوں کی عادتوں کے ہیں کتاب میں
درج کردیم وبرخے ازعمر گراں مایہ بروخرج موجب تصنیف کتاب ایں
ہم نے لکھ دیے ہیں اور تھوڑی سی قیمتی عمر اس پر خرچ کی ہے اس کتاب کی تصنیف کا سبب یہ
بودوباللہ التوفیق۔
تھا اور توفیق خدا کی جانب سے ہے۔

درمدح شاہزادۂ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد گوید

شاہزادۂ اسلام سعد بن ابی بکر بن سعد کی تعریف میں کہتا ہے

جوانِ جواں روشن ضمیر بدولت جوان وبتدبیر پیر
جواں بخت اور روشن ضمیر جوان حکومت میں جوان اور تدبیر میں بوڑھا

بدانش بزرگ وبہمّت بلند ببازودلیر وبدل ہوشمند
عقل میں بڑا، ہمت کے اعتبار سے بلند بازو کے اعتبار سے دلیر دل کے اعتبار سے ہوشمند

زہے دولت مادر روزگار کہ رودے چنیں پرورد درکنار
زمانہ کی ماں کا اقبال کیا خوب ہے کہ جوایسا لڑکا گود میں پالے

بدست کرم آب دریابرد برفعت محل ثریا ببرد
جس نے دست کرم سے دریا کی آبرو ختم کردی جس نے بلندی سے ثریا کا مقام ختم کردیا

زہے چشم دولت بروئے تو باز ہمہ شہریارانِ گردن فراز
کیا ہی خوش نصیبی ہے کہ تمام بلند گردن بادشاہوں کی نگاہیں تیرے چہرے پر لگی ہیں

صدف راکہ بینی ز دُردانہ پر نہ آں قدر دارد کہ یک دانہ دُر
جس سیپی کو توموتیوں سے بھر ا دیکھے اس کی وہ قیمت نہیں ہے جو یکتا موتی کی ہے

تو آں دُرِّ مکنون یک دانۂ کہ پیرایۂ سلطنت خانۂ
تو وہ چھپا ہوا دریکتاہے کہ جوبادشاہت کے گھر کی زینت ہے

نگہدار یارب بچشم خودش پرہیز از آسیب چشم بدش
اے پروردگار اپنی آنکھوں کے سامنے اس کو محفوظ رکھ! اس کو بد نگاہ کی گزند سے بچا!

خدا یا در آفاق نامی کنش بتوفیق طاعت گرامی کنش
اے خدا اس کوزمانہ میں مشہور کر اس کواطاعت کی توفیق کے ذریعہ باعزت کر

مقیمش در انصاف وتقویٰ بدار مرادش بد نیا وعقبیٰ برار
انصاف اور پرہیز گاری پر اس کو قائم رکھ اس کی دنیااور آخرت کی مرادیں پوری کر

غم از دشمنِ نا پسندت مباد زدورانِ گیتی گزندت مباد
تجھ کو ناپسند دشمن کاغم نہ ہو دنیا کے چکر سے تجھ کوتکلیف نہ ہو

بہشتی درخت آورد چوں تو بار پسر ناموجوی و پدر نامدار
جنت کا درخت تجھ جیسا پھل دیتا ہے لڑکا نیک نامی کا طالب اور باپ نیک نام

ازاں خانداں خیر بے گانہ داں کہ باشند بد گوئے ایں خانداں
اس خاندان سے خیر گو بے گانہ سمجھ جو اس خاندان کو برا کہنے والے ہوں

زہے دین ودانش زہے عدل وداد زہے ملک و دولت کہ پاینده بَاد
کیا خوب دین اور عقل ہے کیا خوب عدل اور انصاف ہے کیا خوب ملک اور دولت ہے جو خدا کرے ہمیشہ رہے

درعدل ورائی وتدبیر جہانداری

انصاف اور جہاں داری کی تدبیر اور رائے کے بیان میں

نگنجد کرمہائے حق در قیاس چہ خدمت گزارد زبانِ سپاس
اللہ کے کرم قیاس میں نہیں سماتے ہیں شکر کی زبان کیا خدمت کرے

خدایا تو ایں شاه درویش دوست کہ آسایش خلق درضلِ اوست
اے خدا تو اس فقیر دوست بادشاہ کو جس کے سایہ میں مخلوق کی راحت ہے

بسے بر سرِ خلق پاینده دار بتوفیقِ طاعت دلش زنده دار
عرصہ دراز تک مخلوق کے سر پر قائم رکھ اطاعت کی توفیق سے اس کے دل کو زندہ رکھ

برومند دار از درختِ امید سرش سبز وروئیش برحمت سفید
امید کے درخت سے اس کو مستفید فرما رحمت سے اس کا سر سبز اور چہرہ بارونق بنا

براہِ تکلف مرو سعدیا اگر صدق داری بیا رو بیا
اے سعدی تکلف کا راستہ نہ چل اگر سچائی رکھتا ہے تو لا اور آ

تو منزل شناسی وشہ راه رو تو حق گوی و خسرو حقائق شنو
تو منزل پہچاننے والا اور بادشاہ راستہ چلنے والا ہے تو حق کہنے والا اور بادشاہ حقیقتیں سننے والا ہے

چہ حاجت کہ نُہ کرسی آسماں نہی زیر پائے قزل ار سلاں
تو پھراس کی کیا ضرورت ہے کہ آسمان کونو کرسیوں کو قزل ارسلاں کے پیر کے نیچے رکھے

مگو پائے عزت برافلاک نہ بگو روئے اخلاص بر خاک نہ
یہ نہ کہہ کہ عزت کا پیر آسمانوں پر رکھ ! یہ کہہ کر اخلاص کا چہرہ خاک پر رکھ!

بطاعت بنہ چہرہ بر آستاں کہ اینست سرجادۂ راستاں
خدا کی چھوٹ پر فرماں برداری سے چہرہ رکھ اس لئے کہ سچوں کا راستہ یہی ہے

اگر بندۂ سربریں دربنہ کلاہِ خداوندی از سر بنہ
اگر تو بندہ ہے تو اس دروازہ پر سر رکھ خدا وندی کی ٹوپی سر سے اتار پھینک

چوطاعت کنی لبس شاہی مپوش چو درویش مخلص برآور خروش
جب عبادت کرے شاہی لباس نہ پہن! سچے فقیر کی طرح نالہ اور فریاد کر

کہ پروردگار تونگر توئی توانا درویش پرور توئی
کہ اے خدا مالدار تو ہے زبردست اور فقیر کا پالنے والا تو ہی ہے

نہ کشور خدایم نہ فرماں دہم یکے ازگدایانِ ایں درہم
نہ میں ملک کا بادشاہ ہوں نہ حکم چلانے والا ہوں اس در کے فقیروں میں سے ایک ہوں

چہ بر خیز د از دست وکردارِ من مگر دستِ لطفت شو د یارِ من
میرے ہاتھ اور عمل سے کیا بنتا ہے ہاں اگر تیری مہربانی کا ہاتھ میرا مدد گار ہو

تو برخیرونیکی دہم دسترس وگر نہ چہ خیر آید ازمن بکس
تو مجھے نیکی اور بھلائی پر قابو عطا فرما ورنہ مجھ سے کسی کے ساتھ کیا بھلائی ہوسکتی ہے

دعا کن بشب چوں گدایاں بسوز اگر می کنی پادشاہی بروز
رات کو فقراء کی طرح سوز سے دعا کر اگر دن میں بادشاہی کر تا ہے

کمر بستہ گردن کشاں بردرت　تو برآستانِ عبادت سرت
تیرے دروازہ پر مغرور کمر بستہ　تو تیرا سر عبادت کی چوکھٹ پر
زہے بندگاں را خدا وندگار　خداوند را بندۂ حق گزار
بندوں کے لئے وہی بادشاہ خوب ہے　جو اللہ کا حق ادا کرنے والا بندہ ہو

حکایت

قصــــہ

یکے دیدم از عرصۂ رود بار　کہ پیش آمدم پلنگے سوار
میں نے ایک شخص کو رودبار کے میدان سے　دیکھا کہ میرے سامنے چیتے پر سوار ہوکر آیا
چناں ہول از انحال برمن نشست　کہ ترسیدنم پائے رفتن بہ بست
اس حال کی وجہ سے میرے دل پر ایسی ہول طاری ہوئی　کہ خوف نے میرے چلنے کے پیر باندھ دیئے
تبسم کناں دست برلب گرفت　کہ سعدی مدار ایں چہ دیدی شگفت
اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہونٹوں پر رکھا　کہ اے سعدی جو کچھ تو نے دیکھا اس پر تعجب نہ کر
تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ　کہ گردن نہ پیچد زحکمِ تو ہیچ
تو بھی خدا کے حکم سے گردن نہ موڑ!　تو تیرے حکم سے کوئی گردن نہ موڑے گا
چو خسرو بفرمانِ داور بود　خدایش نگہبان و یاور بود
جب بادشاہ خدا کے حکم کے مطابق ہوتا ہے　تو خدا اس کا نگہبان اور مددگار ہوتا ہے
محالست چوں دوست دارد ترا　کہ در دستِ دشمن گزارد ترا
جب خدا تجھے دوست رکھے تو ناممکن ہے　کہ تجھے دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ دے
رہ اینست رو از طریقت متاب　بنہ گام وکامیکہ خواہی بیاب
راستہ یہی ہے مذہب سے منہ نہ موڑ　قدم دھر اور جو مقصد چاہے حاصل کر

گزندِ کسانش نیاید پسند ۔ کہ ترسد کہ در ملکش آید گزند

لوگوں کو ستانا اس کو پسند نہ آئے گا ۔ جواپنے ملک میں نقصان سے ڈرتا ہوگا

وگر در سرشت وے ایں خوبی نیست ۔ درآں کشور آسودگی بوئے نیست

اور اگر اس کی طبیعت میں یہ عادت نہیں ہے ۔ تواس ملک میں آرام کی بو بھی نہیں ہے

اگر پائے بندی رضا پیش گیر ۔ وگریک سوارہ سرِخویش گیر

اگرتو دوسروں کاپابند ہےتو ان کی رضامندی کاخیال رکھ ۔ اور اگر توتنہاہے تو اپنا راستہ پکڑ!

فراخی دراں مرزو کشور مخواہ ۔ کہ دل تنگ بینی رعیت زشاہ

اس سرزمین اور ملک میں آرام کاخیال نہ کر ۔ جہاں تو رعایا کو بادشاہ سے رنجیدہ دیکھے

زمستکبرانِ دلاور بترس ۔ ازاں کو نترسد زداور بترس

دلیر متکبروں سے ڈرتا رہ ! ۔ جوخدا سے نہ ڈریں ان سے ڈرتار ہ

دگر کشور آباد بیند بخواب ۔ کہ دارد دلِ اہل کشور خراب

پھر ملک کو خواب ہی میں آباددیکھے ۔ جو ملک والوں کے دل کو خراب رکھے

خرابی وبدنامی آید زجور ۔ بزرگاں رسند ایں سخن را بغور

ظلم سے خرابی اور بدنامی ہوتی ہے ۔ بھلے اس بات پرغورکرنے کے بعد پہنچتے ہیں

رعیت نشاید بہ بیداد کشت ۔ کہ مرسلطنت را پنا ہندوپشت

رعایا کو ظلم سے قتل نہ کرنا چاہئے ۔ اس لئے کہ وہی سلطنت کی پناہ اورقوت ہیں

مراعات دہقان کن ازبہر خویش ۔ کہ مزدور خوش دل کند کار بیش

اپنی خاطر کاشتکار کی رعایت برت ۔ اس لئے کہ خوش دل مزدورکام زیادہ کرتاہے

مروت نباشد بدی باکسے ۔ کزونیکوئی دیدہ باشی بسے

کسی ایسے شخص کےساتھ برائی کرناانسانیت نہیں ہے ۔ جس کی جانب سے تونے اکثر نیکی دیکھی ہو

پند دادن خسرو شیرویہ را

خسرو کا شیرویہ کو نصیحت کرنا

شنیدم کہ خسرو بشیرویہ گفت   در آں دم کہ چشمش ز دیدن بخفت
میں نے سنا کہ خسرو نے شیرویہ سے کہا   اس وقت جب کہ اس کی آنکھ دیکھنے سے سوئی

براں باش تا ہر چہ نیّت کنی   نظر در صلاحِ رعیّت کنی
اس پر قائم رہ کہ تو جس کام کی بھی نیت کرے   رعایا کی بہتری کو مد نظر رکھے

مپیچ اے پسر گردن از عقل ورائی   کہ مردم ز دستت نہ پیچند پای
اے بیٹے سمجھ اور تدبیر سے منہ نہ موڑنا   تا کہ لوگ تیرے ہاتھ سے قدم نہ ہٹائیں

گریزد رعیّت ز بیداد گر   کند نام زشتش بگیتی سمر
رعایا ظالم سے بھاگتی ہے   اس کا برا نام دنیا میں مشہور کر دیتی ہے

بسے برنیاید کہ بنیادِ خود   بکند آنکہ بنہاد بنیادِ بد
زیادہ عرصہ نہیں گزرتا کہ خود اپنی جڑ   اکھاڑتا ہے جو بری بنیاد رکھتا ہے

خرابی کند شیر و شمشیر زن   نہ چنداں کہ دود دل طفل و زن
شیر اور تلوار چلانے والا خرابی کرتا ہے   لیکن نہ اس قدر جتنا کہ بچے اور عورت کے دل کا دھواں

چراغے کہ بیوہ زنے برفروخت   بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت
وہ چراغ جو ایک بیوہ نے جلایا   تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اس نے اکثر دیکھا ہوگا کہ اس نے پورے شہر کو جلا دیا

وزاں بہرہ ورتر در آفاق کیست   کہ در ملک رانی بانصاب زیست
اور اس سے زیادہ نصیبہ ور دنیا میں کون ہے   جو حکومت کرنے میں انصاف کے ساتھ زندہ رہا

چو نوبت رسد زیں جہاں غربتش   ترحّم فرستند بر تُربتش
جب اس کی اس دنیا سے سفر کی نوبت آتی ہے   تو لوگ اس کی قبر پر رحمتیں بھیجتے ہیں

بدونیک مردم چومی بگزرند ہماں بہ کہ نامت بہ نیکی برند
جب نیک اور بدست ہی مرتے ہیں تو یہی بہتر ہے کہ لوگ تیرا ذکر بھلائی سے کریں

خداترس را بر رعیّت گمار کہ معمار ملکست پرہیز گار
رعایا پر خدا سے ڈرنے والے کو مقرر کر اس لئے کہ پرہیز گار شخص ملک کا معمار ہوتا ہے

بداندیشِ تست آن وخونخوارِ خلق کہ نفع تو جوید در آزارِ خلق
وہ شخص تیرا بدخواہ اور مخلوق کے لئے خوں خوار ہے جو مخلوق کو ستانے میں تیرا نفع سمجھے

ریاست بدستِ کسانے خطاست کہ از دست شاں دستہا بر خداست
حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دینا غلطی ہے کہ جن کے ہاتھ سے لوگوں کے ہاتھ خدا کی طرف اٹھیں

نکوکار پرور نہ بیند بدی چو بد پروری خصم جانِ خودی
نیکوں کی پرورش کرنے والا بدی نہیں دیکھتا ہے اگر بروں کو پالے گا تو تو خود اپنی جان کا دشمن ہے

مکافات دشمن بمالش مکن کہ بیخش بر آوردہ باید زبن
دشمن کو محض اس کے مال سے سزا نہ دے بلکہ اس کی جڑ کھود ڈالنی چاہئے

مکن صبر بر عاملِ ظلم دوست کہ از فربہی بایدش کند پوست
ظلم دوست حاکم پر صبر سے کام نہ لے بلکہ اس کے مٹاپے سے کھال کھینچ دینی چاہئے

سرگرگ باید ہم اول برید نہ چوں گوسفندانِ مردم درید
بھیڑیئے کا سر پہلے ہی کاٹ ڈالنا چاہئے نہ کہ جب وہ لوگوں کی بکریاں پھاڑ ڈالے

حکایت

قصـــــہ

چہ خوش گفت بازارگان اسیر چوگردش گرفتند دزداں بہ تیر
ایک تاجر قیدی نے کیا خوب کہا جب چوروں نے اس کو تیروں سے گھیر لیا

چومردانگی آید از رہزناں چہ مردانِ لشکر چہ خیل زناں
جب ڈاکو بہادری کرنے لگیں تو پھرلشکر کے بہادراورعورتوں کی جماعت یکساں ہے

شہنشہ کہ بازارگاں رانجست در خیر بر شہر ولشکر بست
جس بادشاہ نے تاجروں کو ستایا اس نے شہراورلشکر پر بھلائی کا دروازہ بند کردیا

کے آنجا دگر ہوشمند اں روند چو آوازۂ رسمِ بد بشنو ند
عقلمند لوگ پھر اس جگہ کب جاتے ہیں جب برے رواج کی شہرت سن لیں

نکو بایدت نام ونیکی قبول نکو دار بازار گان ورسول
اگر تجھے نیک نامی اور پسندیدہ نیکی چاہیئے تو تاجروں اور قاصدوں سے بہتر معاملہ کر

بزرگاں م سافر بجاں پرورند کہ نامِ نکوئی بعالم برند
بڑے لوگ مسافروں کو جان کی برابر رکھتے ہیں کیوں کہ وہ نیک نامی عالم میں پھیلاتے ہیں

تبہ گرد و آں مملکت عنقریب کزوخاطر آزردہ آید غریب
وہ سلطنت عنقریب تباہ ہوجائے گی جہاں سے مسافر رنجیدہ لوٹے

غریب آشنا باش وسیّاح دوست کہ سیّاح جلاّب نامِ نکوست
پردیسی کے لئے آشنا بن اور سیاح کو دوست رکھ کیونکہ سیاح نیک نامی کو پھیلانے والا ہے

نکو دار ضیف ومسافر عزیز وزآسیب شاں پر حذر باش نیز
مہمان کو بہتر طریقے پر رکھ اور مسافر کو عزیز سمجھ اور ان کی تکلیف رسائی سے چوکنا رہ

زبیگانہ پرہیز کردن نکوست کہ دشمن تواں بود درزی دوست
اجنبی سے بچنا ہی مناسب ہے اس لئے کہ دوست کے لباس میں کوئی دشمن بھی ہوسکتا ہے

قدیمانِ خود را بیفزائ قدر کہ ہرگز نیاید زپروردہ غدر
اپنے پرانوں کا مرتبہ بڑھا کیونکہ پالے ہوئے سے دغا سرزد نہ ہوگی

چو خدمت گزاریت گردد کہن حقِ سالیانش فرامش مکن
جب تیراکوئی خدمت گزار پرانا ہوجائے اس کے سالیانے حق کو نہ بھول

گر اورا ہرم دست خدمت بست ترا برکرم ہمچناں دست ہست
اگر بڑھاپے نے اس کی خدمت کا ہاتھ باندھ دیا ہے تجھے تو کرم کرنے پر اسی طرح قدرت ہے

حکایت

قصــــہ

شنیدم کہ شا پور دم درکشید چو بنام او قلم درکشید
میں نے سنا ہے شاپور خاموش ہوگیا جب اس کے نام پر قلم کھینچ دیا

چو شد حالش از بینوائی تباہ بہ نوشت ایں حکایت بنزدیک شاہ
جب مفلسی کی وجہ سے اس کا حال تباہ ہوا تو یہ حکایت شاہ کو لکھ بھیجی

کہ اے شاہِ آفاق گستر بعدل اگر من نماندم تو پانی بفضل
کہ اے ملک میں انصاف رکھنے والے بادشاہ اگر میں کسی قابل نہ رہا تو تو بزرگی کے ساتھ سلامت رہے

چو بذل تو کردم جوانئے خویش بہنگام پیری مرانم زپیش
میں نے اپنی جوانی تیرے کام پر خرچ کی تو بڑھاپے میں مجھے اپنی پیشی سے نہ ہٹا

غریبے کہ پرفتنہ باشد سرش میازار وبیروں کن از کشورش
وہ غیر ملکی جس کا دماغ فتنہ سے پُر ہو اس کو نہ ستا اور اس کو ملک سے بدر کردے

تو گر خشم بروئے نرانی رواست کہ خودخوئے بد دشمنس درقفاست
اگر تو اس پر غصہ نہ کرے تو مناسب ہے اس لئے کہ اس کی بدعادت خوداس کا دشمن اس کے پیچھے لگا ہے

وگر پارسی باشدش زاد بوم بصنعاش مفرست وسقلاب وروم
اور اگر اس کی وطنیت پارسی ہو تو صنعاء اور سقلاب وروم میں اس کو نہ بھیج

ہم آنجا امانش مدہ تا بچاشت نشاید بلا برد گرکس گماشت
تھوڑی دیر کے لئے بھی اس کو وہاں پناہ نہ لینے دے دوسروں پر مصیبت ڈالنا مناسب نہیں ہے

کہ گویند برگشتہ باد آں زمیں کزو مردم آیند بیروں چنیں
اس لئے کہ وہ لوگ یہی کہیں گے کہ خدا کرے وہ سرزمین برباد ہو جہاں سے ایسے لوگ نکل کر آتے ہیں

عمل گردہی مردِ منعم شناس کہ مفلس ندارد زسلطان ہراس
اگر کوئی کام سپرد کرے تو مال دار کو تلاش کر اس لئے کہ مفلس کو بادشاہ کا کوئی خوف نہیں ہوتا ہے

چو مفلس فرو برد گردن بدوش از و برنیاید دگر جز خروش
جب مفلس متفکر ہو تو اس سے آہ وزاری کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا

چو مشرف دو دست از امانت بداشت بباید برو ناظرے برگماشت
جب دیوان امانت سے دستبر دار ہوجائے تو اس پر ایک ناظر مقرر کر دینا چاہئے

ورا ونیز درساخت باخاطر ش زمشرف عمل برکن وناظرش
اور اگر وہ بھی اس کی طبیعت سے ساز باز کرے تو دیوان اور ناظر دونوں سے کام سے ہٹا دے

خدا ترس باید امانت گزار امیں کز تو ترسد امینش مدار
امانت دار خدا سے ڈرنے والا مقرر کرنا چاہئے جو صرف تجھ سے ڈرے اس کو امین نہ بنا

بیفشاں وبشما رو عاقل نشیں کہ ازصد یکے را نہ بینی امیں
چھان بین کر لے اور شمار کر اور سمجھ دار بن کر بیٹھ اس لئے کہ سو میں سے ایک بھی تجھے امانت دار نظر نہ آئے گا

دو ہم جنس دیرینہ را ہم قلم نباید فرستاد یک جا بہم
دو پرانے ہم قوم اور ہم پیشہ کو ایک جگہ اکٹھا کام کے لئے نہ بھیجنا چاہئے

چہ دانی کہ ہمدست گردند ویار یکے دُزد باشد یکے پردہ دار
تجھے کیا معلوم کہ وہ شریک اور دوست ہوجائیں ایک چور ہوجائے اور دوسرا چھپانے والا

چو دزداں زہم باک دارند وبیم   رود درمیان کا روانے سلیم
جب چور آپس میں خوف اور ڈر رکھیں   تو درمیان سے قافلہ بچ نکلتا ہے

یکے را کہ معزول کردی زجاہ   چو چندے برآید بہ بخشش گناہ
جس کو تو نے کسی مرتبہ سے معزول کردیا ہے   جب کچھ دن گزر جائیں تو اس کو معاف کردے

برآوردنِ کامِ امید وار   بہ از قیدی بندی شکستن ہزار
کسی امید وار کا کام بنادینا   ہزار آدمیوں کو قید سے رہا کردینے سے بہتر ہے

نویسندہ راکن ستونِ عمل   نیفتد نبرّد طنابِ امل
اچھے محاسب کوکام کامدار بنا   نہ وہ غلطی کرے گا نہ امید کی رسی کاٹے گا

بفرماں براں بر شہِ داد گر   پدر وار خشم آورد برپسر
فرماں برداروں پر عادل بادشاہ کو   اس طرح کا غصہ کرنا چاہئے جیسا کہ باپ کو بیٹے پر

گہش می زند تا شود درد ناک   گہے می کند آبش از دیدہ پاک
کبھی اس کو مارتا ہے تاکہ وہ روپڑے   کبھی اس کے آنسو پوچھتا ہے

چونرمی کنی خصم گردد دلیر   وگر خشم گیری شوند از تو سیر
جب تو نرمی ہی برتے دشمن دلیر ہوجائے گا   اور اگر غصہ ہی کرے گا سب ناامید ہوجائیں گے

درشتی ونرمی بہم در بہ ست   چورگ زن کہ جرّاح ومرہم نہ ست
سختی اور نرمی ملی جلی بہتر ہے   جراح کی طرح کہ زخم لگانے والا اور مرہم رکھنے والا ہے

جواں مرد وخوش خلق و بخشندہ باش   چو حق برتو پاشد تو برخلق شاپ
بہادر اور خوش خلق اور سخی بنا رہ   جب خدا تجھے دے تو مخلوق پر نچھاور کر

چو یاد آیدت عہد شاہان پیش   ہمیں نقش برخواں پس از عہدِ خویش
جب پہلے بادشاہوں کا زمانہ تجھے یاد آئے   اپنے زمانہ کے بعد کے ایسے ہی نقوش پڑھ

نیامد کس اندر جہاں کو بماند   مگر آں کزونامِ نیکو بماند
دنیامیں کوئی ایسانہیں آیا جو ہمیشہ رہاہو   ہاں وہ جس کا نیک نام باقی رہاہو

نُمرد آنکہ ماند پس ازوے بجائے   پل وخانی وخواں وہماں سرائے
وہ شخص نہیں مراجس کے بعد اس کے قائم مقام   پل اور تالاب اور لنگر خانہ اور مسافر خانہ ہو

ہرآنکو نماند از پسش یادگار   درختِ وجودش نیاورد بار
جس کے بعد اس کی یاد گار نہ رہی   اس کے وجود کا درخت کوئی پھل نہ لایا

وگر رفت وایثار وخیرش نماند   نشاید پسِ مرگش الحمد خواند
اور اگر مرگیا اور اس کی کوئی قربانی وخیر نہ رہی   اس کے مرنے کے بعد اس پر فاتحہ نہ پڑھنی چاہئے

چو خواہی کہ نامت بود درجہاں   مکن نام نیک بزرگاں نہاں
اگر تو یہ چاہتاہے کہ دنیامیں تیرانام روشن ہو   تو بزرگوں کے نیک نام کو نہ مٹا

ہمیں کام وناز وطرب داشتند   بآخر برفتند وبگذاشتند
وہ بھی مقصد اور ناز اورمستی رکھتے تھے   بالآخر چلے گئے اور سب چھوڑ گئے

یکے نامِ نیکو ببرد از جہاں   یکے رسمِ بد ماندا زوجاوداں
ایک دنیا سے نیک نامی کمالے گیا   ایک ہمیشہ کے لئے رسم بد چھوڑ گیا

بسمعِ رضا مشنوایذائے کس   وگر گفتہ آید بغورش برس
خوشنودی کے کان سے کسی کی برائی نہ سن   اوراگر تجھ سے کی ہی جائے تو پھر اس کی گہرائی تک پہنچ

گنہگار را عذر نسیاں بنہ   چو زنہار خواہند زنہار دہ
خطاکار کی بھول کا عذر قبول کر   اگر وہ معافی چاہے تو معاف کردے

گرآید گنہگارے اندر پناہ   نہ شرطست کشتن باوّل گناہ
اگر کوئی قصور دار پناہ میں آئے   تو پہلی خطا پر مارڈالنا ضروری نہیں ہے

چو بارے بگفتند وشنید پند دگر گوشمالش بزنداں وبند

جب ایک بار نصیحت کرچکیں اوروہ نہ سنے پھراس کی گوشمالی قیدخانہ اوربیڑی سے ہونی چاہئے

وگر پند وبندش نیاید بکار درختِ خبیث ست بیخش برآر

اوراگر نصیحت اور بیڑی بھی کار آمد نہ ہو تو وہ درخت ہی خبیث ہے اس کی جڑ اکھاڑ دے

کہ سہلست لعل بدخشاں شکست شکستہ نشاید دگر بارہ بست

اس لئے کہ بدخشانی لعل کو توڑ دینا آسان ہے لیکن ٹوٹا ہوا دوبارہ نہیں جوڑا جاسکتا

کمال ایمان کی شرط عمل ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّه

بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہی بہترین خلائق ہیں۔

(1) ایمان نام ہے دل سے تصدیق کرنے اور زبان سے اقرار کرنے اوراعضاء سے عمل کرنے کا (ابن ماجہ)

(2) ایمان اور عمل دونوں شریک بھائی ہیں۔ان میں سے کوئی ایک تنہا قبول نہ ہوگا (ابن شاہین)

معارف شمس وتبریزؒ

مرتب:
مولانا حکیم محمد اختر

''مقام بسط بعد القبض''

شعر باز آمداں مہے کہ ندیدش فلک بخواب
آورد آتشے کہ نمیرد بہ ہیچ آب

ترجمہ وتشریح: رفع قبض باطنی کے بعد مولانا فرماتے ہیں کہ پھر میرا وہ چاند یعنی محبوب حقیقی کا قرب وحضور دل میں عطا ہوا اور یہ لذت قرب خداوندی ایسی لذت ہے کہ آسمان نے خواب میں بھی نہ دیکھا۔ اور حق تعالیٰ نے قلب کو اپنی محبت کی ایسی آگ بخشی ہے جس کو کوئی پانی نہیں بجھا سکتا۔

مولانا نے اپنی مثنوی میں اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

باز آمد آب من در جوئے من　　　باز آمد شاہ من در کوئے من

ترجمہ: میرے دریا میں پھر میرا پانی آ گیا اور میری گلی میں پھر میرا شاہ آ گیا سالکین کو قبض کے بعد جب بسط عطا ہوتا ہے تو یہی کیفیت اور حالت محسوس ہوتی ہے۔ جس کو شعر مذکور میں بیان فرمایا گیا۔ یہاں بھی دریا سے مراد سالک کا دل ہے اور پانی سے مراد حق تعالیٰ کی ذات ہے اسی طرح گلی سے مراد قلب عارف ہے اور شاہ سے مراد ذات حق ہے۔

''دربیان گریہ وزاری''

شعر چوں دیدہ شد ز اشک لبالب ندارسید
احسنت اے پیالہ وشاباش اے شراب

ترجمہ وتشریح: جب عاشق حق کی آنکھیں اشک محبت سے لبالب بھر گئیں تو الہام ہوا اے پیالہ (یعنی اے چشم پرآب) مبارک ہو اور اے شراب محبت سے لبریز آنکھیں تجھے مبارک ہوں۔

اے خوشا چشمے کہ آں گریاں اوست (مثنوی رومی)

اے ہمایوں دل کی آں بریان اوست

ترجمہ: کیا ہی مبارک ہیں وہ آنکھیں جو حق تعالیٰ کی یاد میں رونے والی ہیں اور کیا ہی مبارک ہے وہ دل جو حق تعالیٰ کے لئے مضطر اور بے چین ہے

اس شعر کی تشریح احقر کے چند اردو اشعار سے ملاحظہ ہو۔

۱ زمین سجدہ پہ ان کی نگاہ کا عالم — برس گیا جو برسنا تھا مرا خون جگر

۲ بن گئی عرش زمیں سجدہ — کس کی آنکھوں سے لہو برسا ہے

۳ آہ سے راز چھپایا نہ گیا — منہ سے نکلی مرے مضطر ہوکر

۴ چشم نم سے جو چھلک جاتے ہیں — ہیں فلک پر وہی اختر ہوکر

۵ مری مغفرت کا ساماں مری بندگی کی رفعت

مرا نالۂ ندامت ترے سنگ در پہ کرنا

۶ چند قطرے اگر ہوتے تو وہ چھپ بھی جاتے

کس طرح خاک چھپائے گی لہو کا دریا

۷ تمام عمر ترے دردِ محبت نے مجھے — کسی سے دل نہ لگانے دیا گلستاں میں

۸ روح رابا ذات حق آویختہ — درد دل اندر دعا آمیختہ (اختر)

ترجمہ: عارفین اپنی روح کو حق تعالیٰ کے ساتھ آویزاں رکھے ہوئے اپنے درددل کو دعا میں شامل کئے ہوئے ہیں۔

''در بیان غم فراق از شیخ کامل''

شعر شمس کمال مجد بمغرب نہفت رد
اندر پیش رواں ز بسے چشم خوں ناب

ترجمہ وتشریح: غالبًا اس شعر کا تعلق ایک واقعہ سے ہے وہ یہ کہ جب حضرت شمس تبریزی پر مولانا رومی کے بعض نادان رفقاء نے یہ اعتراض شروع کیا کہ یہ کیسا قلندر مست فقیر ہے۔ جس نے مولانا پر وجد سکر اور بیخودی کی کیفیت طاری کر دی۔ چونکہ یہ نادان لوگ باطنی احوال اور تعلق مع اللہ (معیت خاصہ) کے آثار سے بے خبر تھے اس لئے انہوں نے حضرت شمس سے عداوت ونفرت کا کچھ اظہار کیا۔ جس کے سبب حضرت شمس مولانا کو بدون اطلاع کئے ہوئے اچانک شام کی طرف روپوش ہو گئے۔ جب مولانا کو خبر ہوئی تو عشق شیخ نے بے چین کر دیا اور دیوانہ وار در بدر تلاش کرنا شروع کیا ہر ایک راہ گیر سے پوچھتے کہ کہیں ہمارے شمس کو دیکھا ہے ایک دن کسی نے کہا ہاں میں نے ان کو شام میں دیکھا ہے۔ فرمایا ہائے اس شام کی صبح کیسی ہوگی جس میں میرا شمس مقیم ہے۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ملتا ہے فرماتے ہیں میرا مرشد شمس سراپا کمال مغرب میں روپوش ہو گیا مراد شام ہے کہ وہ غالبًا مولانا کے وطن سے مغرب کی طرف ہوگا۔ اور دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شمس کے لغوی مفہوم کی رعایت سے ان کی جدائی کو مغرب میں روپوشی سے تعبیر کیا ہو جیسا کہ آفتاب کے غروب ہونے کے مقام کو مغرب کہتے ہیں۔

اور مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی جدائی کے سبب ان کے مریدین صادقین کی آنکھوں سے بسبب شدۂ غم فراق خون کے آنسو رواں ہیں۔ مولانا کے اس شعر سے مولانا کا مقام محبت مع الشیخ ظاہر ہوتا ہے

شعر عاشقا کمتر زپر وانہ نئی
کے کند پروانہ ز آتش اجتناب

ترجمہ وتشریح: اے عاشق تو پروانہ سے کمتر تو نہیں ہے، پس پروانہ تو آتش سے اجتناب نہیں کرتا تو تو کیوں مجاہدہ اور افناء نفس سے خائف ہے۔ یعنی عاشق حق اور طالب حق کو راہ حق کی ہر مشکل سے ہمت نہ ہارنا چاہئے۔

''عنایات اہل اللہ بر طالبین''

شعر شاہ درشہرست وبہر چغد من
می گذاردشہرومی جوید خراب

ترجمہ وتشریح: یہاں شاہ سے مراد مرشد ہے کہ وہ تو اپنے مقام قرب کے سبب حضور مع الحق کی نعمت کے شہر میں ہیں مگر ہم جیسے اُلّو خصلت لوگوں کی اصلاح کیلئے وہ اپنے نوافل اور اوراد کو چھوڑ کر الو دستان (خراباباد) میں ہماری تلاش میں مصروف ہیں یعنی اللہ والے ہماری اصلاح نفس کے لئے اپنے مقام سے نزول فرما کر ہماری طرف متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ اس کام کے لئے مامور من اللہ بھی ہوتے ہیں۔

حکایت: ایک بزرگ نے سفر کیا اور ایک طالب صادق پر توجہ فرمائی انہوں نے ان کے شکریہ میں یہ مصرعہ پڑھا۔

شاہبازے بشکارے مگسے می آید

ترجمہ: ایک شاہباز ایک مکھی کے شکار کے لئے آرہا ہے اللہ والے کو مثل باز شاہی قرار دیا اور خود کو تواضع اور خاکساری سے مکھی قرار دیا۔

''دربیان ادب طریق''

شعر امت زہدراادب صفت است
امت العشق کلہم آداب

ترجمہ وتشریح: زاہد کے لئے تو ادب صرف ایک صفت ہے صفات حمیدہ سے اور عاشقوں کے لئے حق تعالیٰ کا راستہ ابتداء تا انتہا ادب ہی ادب ہے ۔مولانا رومی اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

اے خدا جوئیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

ترجمہ: اے خدا ہم آپ سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیوکہ بے ادب تو رب کے فضل سے محروم ہی ہوا۔

''مقام اہل اللہ''

شعـــــر مردخدا مست بُود بے شراب

مردخدا نیست زخاک وزآب

تـرجمہ و تشریح: خاصانِ حق بے شراب ہی مست رہتے ہیں۔ وہ عالم خاکی وآبی میں رہتے ہوئے اپنے دل کو اس سے بیگانہ اور حق کا دیوانہ رکھتے ہیں۔

شانِ عارف: جہاں میں رہتے ہوئے ہیں جہاں سے بیگانے

بلاکشانِ محبت کو کوئی کیا جانے (اختؔر)

شعـــــر مسبب اوست اسباب جہاں را

چہ باشد پیش اوسُغراق اسباب

حل لغت: سغراق، بضم السین یہ لفظ ترکی ہے قدح بزرگ (بڑا پیالہ)

غیاث ص۲۲۷

تـرجمہ وتشریح: دنیا کے تمام اسباب کا پیدا کرنے والا مسبب حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ پس عبدالاسباب نہ بنو خالق اسباب سے رجوع کرو اور اسباب وتدابیر کو بھیک کا پیالہ سمجھ کر اختیار کرلو مگر بھیک ملے گی اسی ذات پاک سے اسباب وتدابیر کے پیالے خواہ کتنے ہی بڑے ہوں مگر حق تعالیٰ کے کرم عام اور لطف عام کے سامنے وہ بے قدر اور حقیر ہیں۔

شعـــــر فتوح اندرفتوح اندر فتوح ست

تو مفتاحی وحق فتاح ابواب

تـرجمـــہ وتشـریح: حق تعالیٰ کی محبت ومعرفت کے راستے میں غیبی انعامات کے دروازے ہر قدم پر کھلتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اے شمس تبریزی آپ تو مثل کنجی ہیں اور حق تعالیٰ ان دروازوں کے تالوں کو کھولنے والے ہیں۔ مطلب یہ کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے پس کنجی تالہ کو کھولنے کا

ذریعہ تو ہے مگر کنجی جب ہی کھولتی ہے جب وہ کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پس شیخ ومرشد واسطۂ وصول الی الحق تو ہوتا ہے مگر یہ واسطہ جب ہی کام آتا ہے کہ حق تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہو اور عادۃ اللہ یہی ہے کہ ان کے مقبولین کا جو ہاتھ پکڑتا ہے اس پر فضل فرما ہی دیتے ہیں اور ہاتھ پکڑنے سے مراد ان کی اتباع ہے دین کے اوامر ونواہی میں اور مقبول سے مراد وہ متبع شریعت ہے جس کو کسی بزرگ کی طرف سے اجازت وخلافت عطا ہوئی ہو۔ اور محقق اللہ والا اسی کو اجازت دیتا ہے جو شریعت وطریقت کا جامع ہو۔

بابافریدالدین عطاؒ فرماتے ہیں ؎

گر ہوائے ایں سفرداری دلا　　دامن رہبر بگیر و پس بیا

اے دل! اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا راستہ طے کرنا چاہتا ہے تو کسی جامع شریعت وطریقت اللہ والے کا دامن پکڑ لے اور اس کے پیچھے پیچھے چلا آ۔

تنہا نہ چل سکیں گے کبھی آپ اے جناب
میں چل رہا ہوں آپ مرے ساتھ آیئے　(مولانا محمد احمدؔ)

جامع شریعت سے مراد یہ ہے کہ بقدر ضرورت احکام شریعت سے واقف ہو

حقارت وذلّت رُوحِ غیر عارف

شعر۱۸　آں روح راکہ عشق حقیقی شعار نیست
نابودہ بہ کہ بودن اوغیر عار نیست

ترجمہ وتشریح: اہل اللہ کی صحبت میں مجاہدات برداشت کرکے جس روح نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد نہ حاصل کیا وہ روح اس قابل نہیں کہ زندہ رہے کیونکہ ایسی روح خود بے روح ہے اور ایسی جان خود بے جان ہے۔ اس کا وجود صفحۂ زمین اور صفحۂ ہستی پر ننگ وباعث شرم ہے

آں زجاجے کو ندارد نورِ جاں　(مثنوی رومؔی)
بول قارورہ ست قندیلش مخواں

ترجمہ: جس شیشۂ دل میں حق تعالیٰ کا نور نہ ہو وہ قندیل کہنے کے قابل نہیں اس کو قارورہ کہو۔

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل　　کچھ نہ پوچھو دل بہت مشکل سے بن پاتا ہے دل

جس دل میں حق تعالیٰ کی محبت ایک ذرہ درد داخل ہوتا ہے اس کے نور کے سامنے نور شمس وقمر شرمسار و سرنگوں ہوتا ہے کیونکہ اب شمس ساز وقمر ساز کا نور اس کے دل میں ہے۔ انہیں بندوں کو اہل دل بھی کہا جاتا ہے۔

نشانِ دل بتایا مجھ کو تیرے دردِ پنہاں نے
نہیں معلوم تھا پہلے کہ سینہ میں کہاں دل ہے　　(اختر)

شعر　عشق است و عاشق ست کہ باقی ست تا ابد
دل بہ جسد منہ کہ بجز مستعار نیست

ترجمہ وتشریح: عشق حق اور عاشق حق باقی ہے پس اے مخاطب دل کو جسم اور صورت پر مت قربان کر یعنی حسن مجاز سے اجتناب کر کہ یہ عارضی اور اور مستعار اور فانی ہے۔ فانی معشوق پر جو بنیاد پڑے گی وہ ایک دن ڈھا جائے گی اور محبوب حقیقی کی ذات پاک سے جو بنیاد وابستہ ہوگی وہ کبھی منہدم نہ ہوگی کیونکہ وہ ایسے باقی ہیں کہ ان کے عاشق بھی باقی (باللہ) ہوجاتے ہیں　اور مجاز کا حال یہ ہے

اس کے عارض کو لغت میں دیکھو　　کہیں مطلب نہ عارضی نکلے　(اختر)

مطلب یہ کہ شعراء اور عشاق مجاز اپنے محبوب مجازی کے رخسار کو عارض سے جو خطاب کرتے ہیں تو یہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا ایک عنوان ہے کہ حسن ومجاز کا بودہ پن اور اس کا عارضی ہونا ان کے منہ سے نکلے ہوئے لفظ عارض ہی سے ظاہر فرمادیا اور یہ بیچارے بے خبر ہیں کہ اس نقارۂ خلق میں نقارۂ خدا بھی مضمر ہے۔

شعر　تا کے کنار گیری تو معشوق مردہ را
جاں را کنار گیر کہ اورا کنا زیست

ترجمہ وتشریح: کب تک مرنے والوں پر مرے گا اور مردہ اجسام کو کب تک بغلگیر رکھے گا۔

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے

روح سے ہم آغوش ہو کہ روح کا کوئی کنارۂ فنا نہیں ۔ مطلب یہ کہ جسم کی چمک دمک مت دیکھو روح کا کمال دیکھو اگر روح عارف باللہ ہے تو اس سے دل لگا لو اور اس سے فیض حاصل کرنے میں عار محسوس نہ کرو اگر چہ وہ غلام حبشی کیوں نہ ہو۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روح پاک پر حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیاہ جسم کے اندر خدا اور رسول پر فدا ہونے والی روح کا مقام رفیع (بلندتر) جب منکشف ہو گیا تو آپ شرفا قریش اور اتنے جلیل القدر اور مقرب بارگاہ رسالت صحابی ہوتے ہوئے حضرت بلالؓ کی روایتوں کو قال سیدی بلالؓ سے بیان فرماتے۔

پس حضرت عمرؓ کا سیاہ فام حبشی غلام (بلالؓ) کو میرے سردار سے خطاب کرنا روح عارف سے محبت کرنے اور عشق ابدان کا بے قدر اور بے حقیقت ہونے پر ایک اہم سبق دیتا ہے۔ اور اجسام کا منظر اس شعر سے ملاحظہ ہو۔

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا　　مشیّن بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن ان کی کھڑی تو دیکھا　　نہ عضوِ بدن تھا نہ تار کفن تھا
کھا کے کیڑوں نے خاک کر ڈالا

(نظیر اکبر آبادی)

☆☆☆

در بیان مرشد شمس تبریزیؒ

شعــــــر شمس تبریزی بہ نور ذوالجلال
دردو عالم مایۂ اقرار ماست

تــرجــمــه وتشريح: حضرت شمس تبریزحق تعالیٰ کےنور سے منور ہور ہے ہیں اوران کی صحبت کے فیضان سے ہمارے قلب میں ایمان ویقین کی دولت عطا ہورہی ہے جو ہمارا دونوں جہاں کا سرمایہ ہے۔مطلب یہ کہ اہل یقین کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کا یقین اترتا ہے اور عارفین ہی کی صحبت سے دل میں حق تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اترتی ہے۔

شعــــــر لایجوز ویجوز تااجل ست
علم عشاق را نہایت نیست

تــرجــمــه وتشريح: جائز وناجائز کے احکام موت کے بعد ختم ہوجاتے ہیں مگر عاشقان حق کے علم معرفت ومحبت کی انتہانہیں ہے۔چونکہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات پاک غیر محدود اور غیر متناہی ہے اس لئے مراتب قرب ومعرفت بھی غیر متناہی ہیں۔

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہرچہ بروے میرسی بروے مایست

تــرجــمــه: اے بھائی بارگاہ حق کی کوئی انتہانہیں پس جس مقام قرب پر تو پہنچا ہے اس پر قناعت کر کے ٹھہر مت۔یعنی ترقی کرتے رہو۔

شعــــــر زہے بحر درافشان خراساں
کہ موجش بایزید وبوسعید است

ترجمہ وتشریح: کیا ہی مبارک ہے خراسان کا بحر درافشاں کہ جس کی موج بایزید وبوسعیدؒ ہے۔مطلب یہ ہے کہ خراسان کی سرزمین سے چونکہ بہت سے اولیائے کرام پیدا ہوئے نیز مولانا رومی خود خوارزم شاہ کے حقیقی نواسے ہیں اور اس وقت خراسان کے حدود میں فرغانہ، خوارزم طخارستان، سیستان، نیشاپور، مرو، سرخس، فاریاب، بخارا، ہرات، بلخ، طوس جرجان وغیرہ بلاد شامل تھے اور مختلف دور میں خراسان کے حدود بدلتے رہے۔

شعر ہمہ فانی وخوان وحدت تو

مدام ست ومدام ست ومدام ست

ترجمہ وتشریح: کائنات کی ہر چیز فانی ہے۔مگر حق تعالیٰ کی شان یکتائی کو دوام ہے۔

شعر غم وشادی مادرپیش تخت

غلام ست وغلام ست وغلام ست

ترجمہ وتشریح: ہمارے غم اور ہماری خوشی سب حق تعالیٰ کے حکم کے تابع اور غلام ہیں۔

گر اوخواہد عین غم شادی شود

عین بند پائے آزادی شود (رومی)

ترجمہ: اگر حق تعالیٰ چاہیں تو ہمارے عین غم کو خوشی بنادیں اور ہمارے پاؤں کی بیڑی اور قید ہی کو آزادی بنادیں۔اسی غلبۂ قدرت کا نام قدرۃ قاہرہ کہلاتی ہے جو خاص صفت ہے حق تعالیٰ جل شانہ کی۔

شعر بے گاہ شد بے گاہ شد خورشید اندر چاہ شد

خورشید جان عاشقان درحضرت اللہ شد

ترجمہ وتشریح: آفتاب غروب ہوگیا اور رات کی تاریکی میں عاشقان خدا کی روحوں کا خورشید (سورج) بارگاہ حق میں روشن ہوگیا۔یعنی ظاہری خورشید کے غروب ہونے سے رات کے اندھیرے میں روح کو ذکر کا لطف بڑھ جانے سے باطنی خورشید قرب حق کے سبب روشن ہوگیا۔صوفیائے محققین نے لکھا ہے کہ اندھیرے سے روح کو مناسبت زیادہ ہے اور روح کو جمعیت ویکسوئی تاریکی میں زیادہ حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسی بنیاد پر بعض صوفیہ بوقت ذکر کوئی رومال چہرہ اور سر پر ڈال لیتے ہیں اور بعض صوفیہ حجرہ بند کرکے ذکر کا معمول رکھتے ہیں۔

دیوان حافظ از: حضرت حافظ شیرازیؒ

روزہ یکسوشد وعید آمد دلہا برخاست　　مئے بمیخانہ بجوش آمد ومیبا برخواست
روزہ ختم ہوااور عید آئی اور دلوں میں اٹھان پیدا ہوا　　شراب خانوں میں جوش ہی آگئی اور مانگی چاہئے

نوبت زہد فروشانِ گراں جاں بگذشت　　وقتِ شادی وطرب کردنِ رنداں برخاست
سخت جان زہد فرد شوں کی باری گئی　　رندوں کی خوشی ،اور مستی کا وقت آگیا

چہ ملامت بود آں راکہ چو ما بادہ خورد　　ایں نہ عیب ست بر عاشق رند ونہ خطاست
جو ہماری طرح شراب پیے ،اس کو کیا ملامت ہوسکتی ہے　　یہ بات عاشق رند، پر نہ عیب ہے نہ اس کی غلطی ہے

بادہ نوشی کہ درد ہیچ ریائے نبود　　بہتر از زہد فروشی کہ درورو وریاست
وہ شراب نوشی ،جس میں کوئی ریاکاری نہ ہو　　اس زہد نمائی سے بہتر ہے جس میں دکھاوااور ریاکاری ہو

ما نہ مردانِ ریائیم وحریفانِ نفاق　　آنکہ او عالمِ سرّ ست بدیں حال گواست
ہم نہ ریاکار ہیں ،نہ نفاق پسند　　جو رازوں کو جانتا ہے،وہ اس حال پر گواہ ہے

فرض ایزد بگزاریم وبکس بد نکنیم　　وآنچہ گویند روانیست بگوئیم رواست
ہم خدا کا فرض ادا کرتے ہیں ،اور کسی کے ساتھ برائی نہیں کرتے　　اور جس کو وہ ناجائز کہتے ہیں ہم جائز کہتے ہیں

چہ بود گر من وتو چند قدح بادہ خوریم　　بادہ از خونِ رزانست نہ از خون شماست
کیا ہوجائے گا اگر میں اور تو مل کر چند پیالے پی لیں گے　　شراب انگوروں کا خون ہے تمہارا خون تو نہیں ہے

ایں نہ عیب ست کزیں عیب خلل خواہد بود　　ور بود عیب چہ شد مردم بے عیب کجاست
یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس سے کوئی خرابی ہوگی　　اور اگر عیب بھی ہے تو کیسا ہوا، بے عیب انسان کہاں ہیں

بادہ می نوش ومیازارتو کس را حافظ زانکہ آزردن مردم ہمگی عین خطاست
اے حافظ :تو شراب پی اورکسی کو نہ ستا اس لئے،کہ انسانوں کوستاناہی عین غلطی ہے

حافظ ازعشق خط وخال تو سرگردان ست
حافظ ،تیرے خط وخال کے عشق میں سرگرداں ہے
ہمچو پرکار وے نقطۂ دل پابرجاست
پرکاری طرح ، دل کا نقطہ ایک جگہ ہے

روضۂ خلد بریں خلوت درویشان است مایۂ محتشمی خدمت درویشان است
درویشوں کی خلوت ،خلدبریں کا باغیچہ ہے درویشوں کی خدمت،عزت کا سرمایہ ہے

گنج عزلت کہ طلسمات عجائب دارد فتح آں درنظر ہمتِ درویشان است
گوشۂ تنہائی جو عجائبات کے طلسم رکھتا ہے اس کی کشادگی ،درویشوں کی توجہ کی نظر میں ہے

قصر فردوس کہ رضوانش بدربانی رفت منظرے از چمن نزہتِ درویشان است
جنت کاوہ محل جس کی دربانی کیلئے رضوان پہونچا درویشوں کی سیر کے چمن کا ایک منظر ہے

آنچہ زر میشود از پرتو آں قلب سیاہ کیمیائیست کہ درصحبت درویشان است
جن کے سایہ سے سیاہ دل سونابن جاتا ہے ایک ایسی کیمیا ہے جو درویشوں کی صحبت میں ہے

وانکہ پیشش بنہد تاج تکبّر خورشید کبریائیست کہ درحشمتِ درویشان است
جس کے سامنے سورج ،تکبرکا تاج اتار پھینکے وہ ایسی بڑائی ہے جو درویشوں کی دولت میں ہے

دولتے راکہ نباشد غم از آسیبِ زوال بے تکلف بشنو دولتِ درویشاں است
وہ دولت جس کو زوال کے خطرہ کا غم نہ ہو بے تکلف سن لے وہ درویشوں کی دولت ہے

خسرواں قبلۂ حاجات جہانند و لے　　سببش بندگی حضرتِ درویشان است
بادشاہ ،جہاں کے قبلۂ حاجات ہیں لیکن　　اس کا سبب درویشوں کے دربار کی غلامی ہے

روئے مقصود کہ شاہان جہاں می طلبند　　مظہرش آئینۂ طلعت درویشان است
جس مقصود کے چہرے کے دنیا کے بادشاہ طالب ہیں　　اس کا مظہر درویشوں کے چہرے کا آئینہ ہے

اے تونگر مفروش ایں ہمہ نخوت کہ ترا　　سروری در کنف ہمت درویشان اُست
اے مالدار تکبر کی رونمائی نہ کر،اس لئے کہ تیری　　سرداری ،درویشوں کی توجہ کے پہلو میں ہے

گنج فاروں کہ فرو میرود از قہر ہنوز　　خواندہ باشی تو کہ از غیرت درویشان است
قارون کا خزانہ جواب تک قہر کی وجہ سے دھنس رہا ہے　　تو نے پڑھا ہوگا کہ درویشوں کی غیرت کی وجہ سے ہے

بندۂ آصف عہدیم کہ در سلطنتش　　صورت خواجگی وسیرت درویشان است
ہم اس آصف زمانہ کا غلام ہیں کہ جس کے دور حکومت میں　　خواجگی کی صورت ،اور درویشوں کی سیرت ہے

اے دل ار آب حیات ابدی میطلبی　　منبعش خاک در خلوت درویشان است
اے دل ،اگر تو ہیشگی کا آب حیات چاہتا ہے　　تو اس کا چشمہ درویشوں کی خلوت کے در کی خاک ہے

از کراں تا بکراں لشکر ظلمست اگر　　از ازل تا بہ ابد فرصت درویشان است
اگر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ظلم کا لشکر ہے　　تو ازل سے ابد تک ،درویشوں کو فرصت حاصل ہے

حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان وملک
حافظ ،اس جگہ ادب سے رہ اس لئے کہ بادشاہ اور فرشتے
ہمہ دربندگی حضرتِ درویشان است
سب کے سب درویشوں کے دربار کی غلامی میں ہیں

☆☆☆

تذکرۃ الاولیاء

از:
حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ومناقب

تعارف: آپ باعمل عالم بھی تھے اور زاہدومتقی تھے۔ سنت نبوی پرسختی سے عمل کرتے اور ہمیشہ خداوندتعالیٰ سے ڈرتے رہتے تھے۔ آپ کی والدہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کی کنیز تھیں اور جب بچپن میں آپ کی والدہ کسی کام میں ہوتیں اور آپ رونے لگتے تو ام المومنین آپ کو گود میں اٹھا کر اپنی چھاتیاں آپ کے منہ میں دے دیتیں اور وفور شوق میں آپ کے پستان سے دودھ بھی نکلنے لگتا۔ اندازہ فرمائیے کہ جس نے ام المومنین کا دودھ پیا ہو اس کے مراتب کا کون انکار کرسکتا ہے۔

بچپن میں سعادت: بچپن میں آپ ایک دن حضور اکرم کے پیالے کا پانی پی لیا اور جب حضور نے دریافت فرمایا کہ میرے پیالے کا پانی کس نے پیا ہے؟ تو حضرت ام سلمہ نے کہا کہ حسن نے۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا کہ اس نے جس قدر پانی میرے پیالے میں سے پیا ہے اسی قدر میرا علم اس میں اثر کر گیا۔

حضور کی دعا: ایک دن حضور اکرم ﷺ حضرت ام سلمہ کے مکان پر تشریف لائے تو انہوں نے حسن بصری کو آپ کی آغوش مبارک میں ڈال دیا۔ اس وقت حضور نے آپ کیلئے دعا فرمائی اور اس دعا کی برکت سے آپ کو بے پناہ مراتب حاصل ہوئے۔

وجہ تسمیہ: ولادت کے بعد جب آپ کو حضرت عمر کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام حسن رکھو کیوں کہ یہ بہت ہی خوبرو ہے۔ حضرت ام سلمہ نے آپ کی تربیت فرمائی اور ہمیشہ یہی دعا کیا کرتی تھیں کہ اے اللہ حسن کو مخلوق کا رہنما بنادے۔ چنانچہ آپ یکتائے روزگار بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور ایک سو بیس صحابہ سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ ان میں ستر شہدائے بدر بھی شامل ہیں۔ آپ کو حضرت حسن بن علی سے شرف بیعت حاصل تھا اور ان سے تعلیم بھی پائی لیکن تحفہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ آپ حضرت علی سے بیعت تھے اور انہیں کے خلفاء میں سے ہوئے۔ ابتدائی دور میں آپ جواہرات کی تجارت کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا نام حسن موتی بیچنے والا پڑ گیا۔

ایک مرتبہ تجارت کی نیت سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر کے پاس بغرض ملاقات پہنچے تو وہ کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا اس نے پوچھا کہ کیا آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ فرمایا کہ

ہاں۔ چنانچہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوکر جنگل میں جا پہنچے۔ وہاں آپ نے دیکھا کہ رومی ریشم کا ایک بہت ہی شاندار خیمہ نصب ہے اور اس کے چاروں طرف مسلح فوجی طواف کر کے واپس جارہے ہیں۔ پھر علماء اور باحشمت لوگ وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہوگئے۔ پھر حکماء و میر منشی وغیرہ پہنچے اور کچھ کہہ کر چل دیۓ۔ پھر خوبرو کنیزیں زر و جواہر کے تھال سر پر رکھے ہوئے آئیں اور وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلی گئیں۔ پھر بادشاہ اور وزیر بھی کچھ کہہ کر واپس ہوگئے۔ آپ نے حیرت زدہ ہوکر جب وزیر سے واقعہ معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ بادشاہ کا ایک خوبصورت، بہادر جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہی اس خیمہ میں دفن ہے۔ چنانچہ آج کی طرح ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں۔ سب سے پہلے فوج آکر کہتی ہے اگر جنگ کے ذریعہ تیری موت ٹل سکتی تو ہم جنگ کر کے تجھے بچا لیتے۔ مگر اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا ممکن نہیں اس کے بعد حکماء آکر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جاسکتا تو ہم یقیناً روک دیتے۔ پھر علماء و مشائخ آکر کہتے ہیں کہ اگر دعاؤں سے موت کو دفع کیا جاسکتا تو ہم کر دیتے پھر حسین کنیزیں آکر ہیں کہ اگر حسن و جمال سے موت کو ٹالا جاسکتا تو ہم ٹال دیتیں پھر بادشاہ وزیر کے ساتھ آکر کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے ہم نے حکماء و اطباء کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے اور اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا سلام ہو۔ یہ کہہ کر واپس ہوجاتا ہے۔ حضرت حسن نے یہ واقعہ سن کر قسم کھائی کہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسوں گا۔ اور دنیا سے بیزار ہوکر آخرت میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ مشہور ہے کہ ستر سال تک آپ ہمہ وقت باوضو رہے اور اپنے ہم عصر بزرگوں میں ممتاز ہوئے۔ کسی شخص نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حسن بصری ہم سے زیادہ افضل کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حسن کے علم کی ہر فرد کو ضرورت ہے اور اس کو سوائے خدا کے کسی کی حاجت نہیں۔

حضرت رابعہ بصریہ کا مقام: ہفتہ میں ایک مرتبہ آپ وعظ کیا کرتے تھے مگر جب تک حضرت رابعہ بصری شریک نہ ہوتیں تو وعظ نہیں کہتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے وعظ میں تو بڑے بڑے بزرگ حاضر ہوتے ہیں پھر آپ صرف ایک بوڑھی عورت کے نہ ہونے سے وعظ کیوں ترک کر دیتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاتھی کے برتن کا شربت چیونٹیوں کے برتن میں کیسے سما سکتا ہے؟ اور جب آپ کو دوران وعظ جوش آجاتا تو رابعہ بصریؒ سے فرماتے کہ یہ تمہارے ہی جوش و گرمی کا اثر ہے۔

سبق آموز جوابات: ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ اپنے وعظ میں کثیر لوگوں کے اجتماع سے خوش ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو اس وقت مسرور ہوتا ہوں جب کوئی عشق الٰہی میں دل جلا آجاتا

ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہےاور مسلمان کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا کہ کتاب میں ہے۔اور مسلمان

جب آپ سے دین کی اساس کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ تقویٰ دین کی اساس ہے ۔اور لالچ تقویٰ کو ضائع کر دیتا ہے پوچھا گیا کہ جنت عدن کا کیا مفہوم ہے اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا کہ اس میں سونے کے محلات ہیں اور سوائے نبی کریم ،صدیقین وشہداء عادل بادشاہ اور دیگر انبیائے کرام کے کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔سوال کیا گیا کہ کیا روحانی طبیب کسی دوسرے کا علاج کرسکتا ہے ؟ فرمایا اس وقت تک نہیں جب تک خود اپنا علاج نہ کرلے۔ کیونکہ جو خود ہی راستہ بھولے ہوئے ہوں وہ دوسرے کی راہبری کیسے کرسکتا ہے ۔فرمایا کہ میرا وعظ سنتے رہو تمہیں فائدہ پہنچے گا لیکن میری بے عملی تمہارے لئے ضرر رساں نہیں۔لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے قلوب تو سوئے ہوئے ہیں ان پر آپ کا وعظ کیا اثر انداز ہوگا؟ فرمایا کہ خوابیدہ قلوب کو تو بیدار کیا جاسکتا ہے۔البتہ مردہ دلوں کی بیداری ممکن نہیں ،لوگوں نے عرض کیا کہ بعض جماعتوں کے اقوال ہمارے قلوب میں خوف وخشیت پیدا کر دیتے ہیں فرمایا کہ تم دنیا میں ڈرنے والوں ہی کی صحبت اختیار کرو تا کہ روز حشر رحمت خداوندی تم سے قریب تر ہو لوگوں نے عرض کیا کہ بعض حضرات آپ کا وعظ محض اس لئے ذکر کرتے ہیں تا کہ اعتراض کرسکیں۔فرمایا کہ میں صرف قرب الٰہی اور جنت کا خواہش مند رہتا ہوں، کیوں کہ نکتہ چینیوں سے تو اللہ تعالیٰ کی ذات بھی مبرا نہیں اسی لئے میں لوگوں سے ہرگز یہ توقع نہیں رکھتا کہ وہ مجھے برا بھلا کہیں گے۔عرض کیا گیا کہ بعض افراد کا یہ خیال ہے کہ دوسروں کو نصیحت اسی وقت کرنی چاہئے جب خود بھی تمام برائیوں سے پاک ہوجائے فرمایا کہ ابلیس تو یہی چاہتا ہے کہ اوامر نواہی کا سد باب ہوجائے ۔لوگوں نے پوچھا کہ کیا مسلمان کو بغض وحسد کرنا جائز ہے؟ فرمایا کہ بردران یوسف کا واقعہ کیا تمہارے علم میں نہیں کہ بغض وحسد کی وجہ سے ہی انہیں کیا کیا نقصان پہنچا۔البتہ اگر حسد میں رنج وغم کا پہلو ہو تو کوئی حرج نہیں۔

ریاکاری باعث ہلاکت ہے: آپ کے ایک ارادت مند کی یہ کیفیت تھی کہ آیات قرآنی سن کر بے ہوش ہوجاتا تھا۔آپ نے فرمایا کہ اپنے فعل میں اس امر کو ملحوظ رکھا کرو کہ آواز نہ نکلنے پائے۔ کیونکہ آواز نکلنے سے ریاکاری محسوس ہونی لگتی ہے جو انسان کے لئے باعث ہلاکت ہے اور اگر کسی پر حال طاری نہ ہو بلکہ وہ قصداً طاری کرلے اور کوئی نصیحت بھی اسی پر کارگر نہ ہو تو وہ گنہگار ہے اور جو شخص قصداً روتا ہے ۔اس کا رونا شیطان کا رونا ہے۔

بے باک مرد خدا: ایک مرتبہ دوران وعظ حجاج بن یوسف برہنہ شمشیر اپنی فوج کے ہمراہ

وہاں پہنچا۔اسی محفل میں ایک بزرگ نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ آج حسن بصری کا امتحان ہے کہ وہ تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں یا وعظ میں مشغول رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے حجاج کی آمد پر کوئی توجہ نہیں کی اور اپنے وعظ میں مشغول رہے۔ چنانچہ اس بزرگ نے یہ تسلیم کرلیا کہ واقعی آپ اپنی خصلتوں کے اعتبار سے اسم با مسمیٰ ہیں ۔کیونکہ احکام خداوندی بیان کرتے وقت آپ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔اختتام وعظ کے بعد حجاج نے دست بوسی کرتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ اگر تم مرد خدا سے ملنا چاہتے ہو تو حسن کو دیکھ لو۔ پھر بعض لوگوں نے انتقال کے بعد حجاج کو خواب میں دیکھا کہ میدان حشر میں کسی کی تلاش میں ہے اور جب اس سے پوچھا گیا کہ کس کی جستجو میں ہیں؟ تو کہنے لگا کہ میں اس جلوہ خداوندی کا متلاشی ہوں جس کو موجدین تلاش کیا کرتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ وقت مرگ حجاج کی زبان پر یہ کلمات تھے کہ اللہ تو غفار ہے اور تجھ سے برتر کوئی دوسرا نہیں۔لہٰذا اپنی غفاری ایک کم حوصلہ مشت خاک پر بھی ظاہر کر کے اپنے فضل سے میری مغفرت فرمادے کیونکہ پورا عالم یہی کہتا ہے کہ اس کی بخشش ہرگز نہیں ہوسکتی اور یہ عذاب میں گرفتار رہے گا۔لیکن اگر تو نے مجھے بخش دیا تو سب کو معلوم ہوجائے گا کہ یقیناً تیری شان فعال لما یرید اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ جب حسن بصری نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ یہ بدخصلت حصول آخرت بھی اپنی مرضی سے کرنا چاہتا ہے۔

مبلغ کی عظمت: حضرت علی جب وارد بصرہ ہوئے تو واعظین کو وعظ گوئی سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام مبروں کو توڑ کر پھینک دو۔لیکن جب حسن بصریؒ کی مجلس وعظ میں پہنچے تو ان سے پوچھا کہ تم عالم ہو یا طالب علم؟ آپ نے جواب دیا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔البتہ جو کچھ احادیث نبوی سے سنا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں ہی سن کر حضرت علی نے فرمایا کہ آپ کو وعظ گوئی کی اجازت ہے اور جب حسن بصری کو یہ علم ہوا کہ وہ حضرت علی تھے تو ان کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے اور ایک جگہ جب ان سے ملاقات ہوگئی تو عرض کیا کہ مجھے وضو کا طریقہ سکھا دیجئے چنانچہ ایک طشت میں پانی منگوا کر حضرت علی نے آپ کو وضو کا طریقہ سکھایا اور اسی وجہ سے اس مقام کا نام بالطشت پڑ گیا۔

منقول ہے کہ کسی شخص سے جب آپ نے گریہ وزاری کا سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا کہ میں نے محمد بن عبداللہ سے سنا ہے کہ روز محشر ایک صاحب ایمان اپنی گنہگاری کی وجہ سے برسوں جہنم میں پڑا رہے گا۔آپ نے فرمایا کہ کاش اس کے بدلے میں مجھے پھینک دیا جائے اور وہ محفوظ رہ جائے کیونکہ مجھے اپنے متعلق یہ توقع نہیں ہے کہ ایک ہزار سال تک بھی چھٹکارا حاصل کرسکوں گا۔

ایک روایت: ایک سال بصرہ میں ایسا شدید قحط پڑا کہ دو لاکھ افراد نماز استقاء کیلئے بیرون شہر پہنچ گئے اور ایک منبر پر حسن بصری کو بٹھا کر اوپر اٹھائے ہوئے دعاء میں مشغول ہو گئے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر تم بارش کے خواہشمند ہو تو مجھ کو شہر بدر کر دو اور اس وقت آپ کے روئے مبارک سے خشیت کے آثار ہویدا تھے۔ کیونکہ آپ ہمیشہ مصروف گریہ رہتے اور کسی نے کبھی ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔

خوف آخرت: ایک مرتبہ آپ پوری رات مصروف گریہ رہے اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا شمار تو صاحب تقویٰ لوگوں میں ہوتا ہے پھر آپ اس قدر گریہ وزاری کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا کہ میں تو اس دن کیلئے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ باز پرس کر کے یہ فرمادے کہ اے حسن! ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں۔ اور ہم تمہاری پوری عبادت کو رد کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ عبادت خانہ کی چھت پر اس طرح گریہ کناں تھے کہ سیلاب اشک سے پرنالہ بہہ پڑا اور نیچے گزرتے ایک شخص پر کچھ قطرے ٹپک گئے۔ چنانچہ اس نے آواز دے کر پوچھا کیا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ آپ نے جواب دیا کہ برادرم کپڑے کو پاک کر لینا کیونکہ یہ ایک معصیت کار کے آنسو ہیں۔

دنیا کا انجام: آپ کسی مردے کی تدفین کے لئے قبرستان تشریف لئے گئے اور فراغت تدفین کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس قدر روئے کہ قبر کی خاک تک نم ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ جب آخری منزل ہی آخرت ہے تو پھر ایسی دنیا کے خواہش مند کیوں ہو جس کا انجام قبر ہے اور اس عالم سے خوفزدہ کیوں نہیں جس کی ابتدائی منزل بھی قبر ہی ہے گویا تمہاری پہلی اور آخری منزل قبر ہی ہے۔ آپ کی نصیحت سے لوگ اس درجہ متاثر ہوئے کہ شدت گریہ سے بے حال ہو گئے۔

زیارت قبول میں عبرت ہے: ایک مرتبہ لوگوں کے ہمراہ قبرستان میں پہنچ کر فرمایا کہ اس میں ایسے ایسے افراد مدفون ہیں جن کا سر آٹھ جنتوں کے مساوی نعمتیں پانے پر بھی نہ جھک سکا اور ان کے قلوب میں ان نعمتوں کا کبھی تصور تک نہ آیا۔ لیکن مٹی میں اتنی آرزوئیں لے کر چلے گئے کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی آسمانوں کے مقابلے میں رکھا جائے تو وہ خوف زدہ ہو کر پاش پاش ہو جائیں۔

تنبیہ: بچپن میں آپ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا تھا۔ آپ کبھی کوئی نیا پیراہن تیار کرواتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ درج کر دیتے اور اسی کو دیکھ کر اس درجہ گریہ وزاری کرتے کہ غشی طاری ہو جاتی۔

نصیحت: ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آپ کو مکتوب ارسال کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجئے جو میرے تمام امور میں معاون ہو سکے۔ جواب میں آپ نے لکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ

تمہارے معاون نہیں ہے تو پھر کسی سے بھی امداد کی توقع ہرگز نہ رکھو۔ پھر دوسرے مکتوب کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس دن کو بہت ہی نزدیک سمجھتے رہو جس دن دنیا فنا ہو جائے گی اور صرف آخرت باقی رہے گی۔

فلسفہ تنہائی: جب بشر حافی کو یہ علم ہوا کہ حضرت حسن سفرِ حج کا قصد کر رہے ہیں تو انہوں نے تحریر کیا کہ میری خواہش ہے کہ آپ کے ہمراہ حج کروں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں معافی چاہتا ہوں کیوں کہ میری خواہش یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ستاری کے پردے میں زندگی گزار دوں اور اگر ہم دونوں ہمراہ ہوں گے تو ایک دوسرے کے عیوب یقیناً سامنے آئیں گے اور ہم میں سے ہر ایک دوسرے کو معیوب تصور کرنے لگے گا۔

آپ نے سعید بن جبیر کو تین نصیحتیں کیں۔ اول صحبت سلطان سے اجتناب کرو۔ دوم کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو۔ خواہ وہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہوں۔ سوم راگ رنگ میں کبھی شرکت نہ کرو۔ کیونکہ یہ چیزیں برائی کی طرف لے جانے کا پیش خیمہ ہیں۔

تباہی مردہ دلی میں ہے: مالک بن دینار کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں کی تباہی کس چیز میں پوشیدہ ہے؟ فرمایا کہ مردہ دلی میں۔ میں نے پوچھا کہ مردہ دلی کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ دنیا کی جانب راغب ہو جانا۔

جنات کو تبلیغ: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ نماز فجر کے لئے حضرت حسن بصری کی مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر سے دروازہ بند تھا اور آپ مشغول دعا تھے اور کچھ لوگوں کے آمین کہنے کی صدائیں آ رہی تھیں۔ چنانچہ میں یہ خیال کر کے شاید آپ کے ارادت مند ہوں گے باہر ہی ٹھہر گیا اور جب صبح کو دروازہ کھلا اور میں نے اندر جا کر دیکھا تو آپ تنہا تھے چنانچہ فراغت نماز کے بعد جب صورت حال دریافت کی تو فرمایا کہ پہلے تو کسی سے نہ بتانے کا وعدہ کرو۔ پھر فرمایا کہ یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کہہ کر دعا مانگتا ہوں، جس پر وہ سب آمین آمین کہتے رہتے ہیں۔

کرامت: کچھ بزرگ آپ کے ہمراہ بغرض حج روانہ ہوئے اور ان میں سے بعض لوگوں کو شدت سے پیاس لگی۔ چنانچہ راستہ میں ایک کنواں نظر پڑا لیکن اس پر رسی اور ڈول کچھ نہ تھا اور جب حضرت حسن سے صورت حال بیان کی گئی تو فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا۔ چنانچہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنوئیں میں سے پانی خود بخود ابل پڑا اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھائی۔ لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی کوزے میں رکھ لیا۔ اس حرکت

سے کنوئیں کا جوش ایک دم ختم ہوگیا اور آپ نے فرمایا کہ تم نے خدا پر اعتماد نہیں کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے پھر آگے روانہ ہوئے تو راستہ میں سے کچھ کھجوریں اٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں اور جن کو فروخت کر کے لوگوں نے سامان خورد ونوش اور صدقہ بھی کیا۔

نیت کا اثر: مشہور ہے کہ ابو عمر قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے کہ ایک نو عمر حسین لڑکا تعلیم کے لئے پہنچا اور آپ نے اس کو بری نیت سے دیکھا جس کے نتیجہ میں اسی وقت پورا قرآن بھول گئے اور گھبرائے ہوئے حضرت حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوکر پورا واقعہ من وعن بیان کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ایام حج ہیں پہلے حج ادا کرو اور حج ادا کر کے مسجد خیف میں پہنچ جاؤ۔ وہاں تمہیں محراب مسجد میں ایک صاحب مصروف عبادت ملیں گے۔ جب وہ عبادت سے فراغت پالیں تو ان سے دعا کی درخواست کرنا۔ ابو عمرو کہتے ہیں کہ جب میں مسجد میں پہنچا تو وہاں ایک کثیر مجمع تھا اور کچھ دیر کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے تو سب تعظیماً کھڑے ہوگئے اور جب لوگوں کے جانے کے بعد وہ بزرگ تنہا رہ گئے تو میں نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا۔ چنانچہ ان بزرگ کے تصرف سے مجھ کو دوبارہ قرآن یاد ہوگیا اور جب فرط مسرت سے میں قدم بوس ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ میرا پتہ تمہیں کس نے بتایا۔ میں نے حضرت حسن بصری کا نام لے دیا۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ حسن بصری نے مجھ کو رسوا کر دیا۔ میں بھی ان کا راز فاش کر کے رہوں گا۔ فرمایا کہ جو صاحب ظہر کی نماز کے وقت یہاں تھے وہ حسن بصری ہی تھے۔ جو اسی طرح روزانہ یہاں آتے ہیں اور ہم سے باتیں کر کے عصر کے وقت تک بصرہ پہنچ جاتے ہیں۔ اور حسن بصری جس کے راہنما ہوں اس کو کسی غیر کی حاجت نہیں۔ منقول ہے کہ کسی شخص کے گھوڑے میں کچھ نقص ہوگیا اور اس نے جب حسن سے کیفیت بیان کی تو آپ نے چار سو درہم میں اس سے گھوڑا خرید لیا۔ لیکن اسی شب گھوڑے کے مالک نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک گھوڑا چار سو مشکی گھوڑوں کے ہمراہ چلتا پھر رہا ہے اس نے سوال کیا کہ یہ گھوڑے کس کے ہیں؟ تو ملائکہ نے بتایا کہ پہلے تو یہ سب تمہارے تھے لیکن اب حسن بصری کی ملکیت ہیں۔ وہ شخص بیدار ہوکر حضرت حسن کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ آپ اپنی رقم لے کر میرا گھوڑا واپس فرما دیں آپ نے فرمایا کہ جو خواب رات تو نے دیکھا ہے وہ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں۔ یہ سن کر وہ مایوس ہوگیا۔ پھر دوسری شب حسن بصری نے خواب میں عالی شان محلات دیکھ کر دریافت کیا کہ یہ کس کے ہیں؟ جواب ملا کہ جو بھی بیع کو توڑ دے۔ چنانچہ آپ نے صبح کو گھوڑے کے مالک کو بلا کر بیع کو توڑ دیا۔

طریقہ دعوت: شمعون نامی ایک آتش پرست آپ کا پڑوسی تھا۔ اور جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو آپ نے اس کے یہاں جا کر دیکھا کہ اس کا جسم آگ کے دھوئیں سے سیاہ پڑ گیا ہے ۔آپ نے تلقین فرمائی کہ آتش پرستی ترک کر کے اسلام میں داخل ہو جا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا۔ اس نے عرض کیا کہ میں تین چیزوں کی وجہ اسلام سے برگشتہ ہوں اول یہ کہ جب تم لوگوں کے عقائد میں سب دنیا بری شے ہے تو پھر تم اس کی جستجو کیوں کرتے ہو؟

دوم یہ کہ موت کو یقینی تصور کرتے ہوئے بھی اس کا سامان کیوں نہیں کرتے۔ سوم یہ کہ جب تم اپنے قول کے مطابق جلوہ خداوندی کے دیدار کو بہت عمدہ شے تصور کرتے ہو تو پھر دنیا میں رضائے الٰہی کے خلاف کام کیوں کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ ہی تو مسلمانوں کے افعال و کردار ہیں۔ لیکن آتش پرستی میں وقت ضائع کر کے تمہیں کیا حاصل ہوا۔ مومن خواہ کچھ بھی ہو کم از کم واحدانیت کو تو تسلیم کرتا ہے مگر تو نے ستر سال آگ کو پوجا ہے اور اگر ہم دونوں آگ میں پڑیں گے تو وہ ہم دونوں کو برابر جلائے گی یا تیری پرستش کو ملحوظ رکھے گی لیکن میرے مولا میں یہ طاقت ہے اگر وہ چاہے تو مجھ کو آگ ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتی اور یہ فرما کر ہاتھ میں آگ اٹھالی۔ اور کوئی اثر دست مبارک پر نہ ہوا شمعون نے اس کیفیت سے متاثر ہو کر عرض کیا کہ میں ستر سال سے آتش پرستی میں مبتلا ہوں اب آخری وقت کیا مسلمان ہوں گا؟ لیکن جب آپ نے اسلام لانے کے لئے دوبارہ اصرار فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ میں اس شرط پر ایمان لاسکتا ہوں کہ آپ مجھے یہ عہد نامہ تحریر کر دیں کہ میرے مسلمان ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے تمام گناہوں سے نجات دے کر مغفرت فرمادے گا۔ چنانچہ آپ نے اسی مضمون کا اس کو ایک عہد نامہ تحریر کر دیا۔ لیکن اس نے کہا کہ اس پر تبصرہ کے صاحب عدل لوگوں کی شہادت بھی تحریر کروایئے۔ آپ نے شہادتیں بھی درج کرادیں اس کے بعد شمعون صدق دلی کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہو گیا اور خواہش کی کہ میرے مرنے کے بعد آپ اپنے ہی ہاتھ سے غسل دے کر قبر میں اتاریں اور یہ عہد نامہ میرے ہاتھ میں رکھ دیں تا کہ روز محشر میرے مومن ہونے کا ثبوت میرے پاس رہے۔ یہ وصیت کر کے کلمہ شہادت پڑھتا ہوا دنیا سے رخصت ہو گیا اور آپ نے اس کی پوری وصیت پر عمل کیا اور اسی شب خواب میں دیکھا کہ شمعون بہت قیمتی لباس اور زریں تاج پہنے ہوئے جنت کی سیر میں مصروف ہے اور جب آپ نے سوال کیا کہ کیا گزری؟ تو اس نے عرض کیا کہ خدا نے اپنے فضل سے میری مغفرت فرمادی اور جو انعامات مجھ پر کئے وہ نا قابل بیان ہیں۔ لہٰذا اب آپ کے اوپر کوئی بار نہیں آپ اپنا عہد نامہ واپس لے لیں۔ کیونکہ

مجھے اب اس کی حاجت نہیں ۔اور جب صبح کو آپ بیدار ہوئے تو وہ عہد نامہ آپ کے ہاتھ میں تھا آپ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ تیرا فضل کسی سبب کا محتاج نہیں جب ایک آتش پرست کی ستر سال آگ کی پرستش کے بعد صرف ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کے بعد مغفرت فرمادی تو جس نے ستر سال تیری عبادت و ریاضت میں گزارے ہوں وہ کیسے تیرے فضل سے محروم رہ سکتا ہے۔

انکسار: آپ اس قدر منکسر المزاج تھے کہ ہر فرد کو اپنے سے بہتر تصور کرتے ۔ایک دن دریائے دجلہ پر آپ نے کسی حبشی کو عورت کے ساتھ مے نوشی میں مبتلا دیکھا کہ شراب کی بوتل اس کے سامنے تھی ۔اس وقت آپ کو یہ تصور ہوا کہ کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہ تو شرابی ہے ۔اسی دوران ایک کشتی سامنے آئی جس میں سات افراد تھے اور وہ غرق ہوگئی یہ دیکھ کر حبشی پانی میں کود گیا اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے باہر نکالا ۔پھر آپ سے عرض کیا کہ آپ صرف ایک ہی کی جان بچالیں میں تو امتحان لے رہا تھا کہ آپ کی چشم باطن کھلی ہوئی ہے یا نہیں اور یہ عورت جو میرے پاس ہے یہ میری والدہ ہیں اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے یہ سنتے ہی آپ اس یقین کے ساتھ کہ یہ کوئی غیبی شخص ہے اس کے قدموں پر گر پڑے اور حبشی سے کہا کہ جس طرح تو نے ان چھ افراد کی جان بچائی اسی طرح تکبر سے میری جان بھی بچادے ۔اس نے دعاء کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نور بصیرت عطا فرمائے ۔یعنی تکبر کو دور کردے ۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد سے اپنے آپ کو کبھی کسی سے بہتر تصور نہیں کیا اور یہ کیفیت ہوگئی کہ ایک کتے کو بھی دیکھ کر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کتے ہی کے صدقہ میں قبولیت عطا فرمادے ۔ایک شخص نے سوال کیا کہ کتے سے آپ بہتر ہیں یا کتا؟ فرمایا کہ اگر عذاب سے چھٹکارا حاصل ہوگیا تو میں بہتر ہوں ورنہ کتا مجھ جیسے صدہا گناہگاروں سے افضل ہے ۔کچھ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ فلاں شخص آپ کی غیبت کر رہا ہے تو آپ نے بطور تحفہ اس کو تازہ کھجوریں بھیجتے ہوئے پیغام دیا کہ سنا ہے تم نے اپنی نیکیاں میرے اعمال نامہ میں درج کرادی ہیں میں اس کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کرسکتا۔

سبق آموز واقعات: آپ نے فرمایا کہ جب میں چار افراد کے متعلق سوچتا ہوں تو حیرت زدہ رہ جاتا ہوں اور مخنث (یعنی ہیجڑا) دوم مست شخص ۔سوم لڑکا ۔چہارم عورت ۔لوگوں نے جب وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے ایک ہیجڑے سے جب گریز چاہا تو اس نے کہا کہ میری حالت کا اب تک کسی کو علم نہیں آپ مجھ سے گریزاں نہ ہوں ویسے عاقبت کی خبر خدا کو ہے ۔پھر فرمایا کہ ایک شخص مستی کے عالم میں کیچڑ کے اندر لڑکھڑاتا ہوا جا رہا تھا تو میں نے کہا سنبھال کر قدم رکھو کہیں گر نہ پڑنا اس نے جواب

دیا کہ آپ اپنے قدم مضبوط رکھیں اگر میں گر گیا تنہا گروں گا لیکن آپ کے ہمراہ پوری قوم گر پڑے گی ۔چنانچہ میں اس قول سے آج تک متاثر ہوں۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک لڑکا چراغ لئے ہوئے چل رہا تھا تو میں نے پوچھا کہ روشنی کہاں سے لے کر آیا ہے؟ اس نے چراغ گل کرتے ہوئے کہا کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ روشنی کہاں معدوم ہوگئی۔ اس کے بعد میں آپ کے سوال کا جواب دوں گا کہ روشنی کہاں سے آئی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک خوبصورت عورت منہ کھولے ہوئے ننگے سر غصہ کی حالت میں میرے پاس آئی اور اپنے شوہر کا شکوہ کرنے لگی۔ میں نے کہا کہ پہلے تم اپنے ہاتھوں سے منہ تو ڈھانپ لو۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ شوہر کے عشق میں میری عقل کھوگئی اور اگر آپ آگاہ نہ کرتے تو میں اسی طرح بازار چلی جاتی اور مجھے بالکل محسوس ہی نہ ہوتا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ آپ کو عشق الٰہی کا دعویٰ بھی ہے اور اسی کی روشنی میں آپ سب کو دیکھتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی آپ اپنے ہوش وحواس پر قائم ہیں۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ وعظ کر کے منبر سے اتر تو بعض افراد کو روک کر فرمایا کہ میں تو تم پر توجہ ڈالنا چاہتا ہوں لیکن ان میں ایک شخص تھا جو آپ کی جماعت سے متعلق نہیں تھا اس کو حکم دیا کہ تم چلے جاؤ۔

اظہار حقیقت: ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کی طرح ہو۔ یہ سن کر سب لوگ بہت مسرور ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ تم اپنے کردار اور عادات میں ان جیسے ہو، بلکہ تمہارے اندر ان کی کچھ شباہت پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ تم ان کو دیکھ کر دیوانہ تصور کرنے لگتے اور اگر وہ تمہاری حالت دیکھتے تو تمہیں ہرگز مسلمان تصور نہ کرتے، وہ تو برق رفتار گھوڑوں پر آگے چلے گئے اور ہم ایسے زخم خوردہ خچروں پر پیچھے رہ گئے جو زخمی کمر کی وجہ سے چلنے پر قادر نہیں۔

صبر کا مفہوم: کسی دہقانی نے جب آپ سے صبر کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ صبر کی دو قسمیں ہیں۔ اول آزمائش اور مصیبت پر صبر کرنا۔ دوم ان چیزوں سے اجتناب کرنا جن سے احتراز کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ بدو نے عرض کیا کہ آپ تو بہت بڑے زاہد ہیں۔ فرمایا کہ میرا زہد تو آخرت کی رغبت کی وجہ سے ہے اور صبر بے صبری کی وجہ سے۔ بدوی نے کہا کہ میں آپ کا مفہوم نہیں سمجھا۔ فرمایا کہ مصیبت یا اطاعت خداوندی پر میرا صبر کرنا صرف نار جہنم کے خوف کی وجہ سے ہے اور اسی کا نام جزع ہے اور میرا تقویٰ محض رغبت آخرت میں اپنا حصہ طلب کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ سلامتی جسم وجان کے لئے۔ اور صابر وہ ہے جو اپنے حصہ پر راضی رہتے ہوئے آخرت کی طلب نہ کرے بلکہ اس کا صبر صرف ذات الٰہی کے لئے ہو

کیوں کہ اخلاص کی علامت یہی ہے۔

ارشـــادات: فرمایا کہ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نافع علم، اکمل علم، اخلاص وقناعت اور صبر جمیل حاصل کرتا رہے اور جب یہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو اس کے اخروی مراتب کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ فرمایا کہ بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پروانہیں کرتا اور صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے۔ فرمایا کہ اگر مجھے کوئی شراب نوشی کے لئے طلب کرے تو میں طلب دنیا سے وہاں جانے کو بہتر سمجھتا ہوں۔ فرمایا کہ معرفت معاندت کو ترک کر دینے کا نام ہے کیوں کہ جنت محض عمل سے نہیں بلکہ خلوص نیت سے حاصل ہوتی ہے اور جب اہل جنت، جنت کا مشاہدہ کریں تو سات سو سال تک محویت کا عالم طاری رہے گا کیونکہ جمال الٰہی کا مشاہدہ کر کے وحدت میں غرق ہو جائیں گے تو جلال الٰہی سے ہیبت طاری ہو جائے گی۔ فرمایا کہ فکر ایک ایسا آئینہ ہے جس میں نیک و بد کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ فرمایا کہ جو قول مصلحت آمیز نہ ہو اس میں شر پنہاں ہوتا ہے اور جو خموشی خالی از فکر ہو اس کو لہو ولعب اور غفلت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فرمایا توراۃ میں ہے کہ قانع شخص مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی وہ سلامت رہا، اور جس نے نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا وہ آزاد ہو گیا۔ جس نے حسد سے اجتناب کیا اس نے محبت حاصل کر لی اور جس نے صبر وسکون کے ساتھ زندگی گزاری وہ سربلند ہو گیا۔ فرمایا کہ تقویٰ کے تین مدراج ہیں اول غیظ وغضب کے عالم میں سچی بات کہنا۔ دوم ان اشیاء سے احتراز کرنا جن سے اللہ تعالیٰ نے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ سوم احکام الٰہی پر راضی برضا ہونا اور قلیل تقویٰ بھی ایک ہزار برس کے صوم وصلوٰۃ سے افضل ہے کیونکہ اعمال میں سب سے بہتر عمل فکر وتقویٰ ہے۔ فرمایا کہ اگر میرے اندر نفاق نہ ہوتا تو میں دنیا کی ہر شے سے اجتناب کرتا اور نفاق نام ہے ظاہر و باطن میں خلوت نیت کے نہ ہونے کا۔ کیونکہ جس قدر مومن گزر چکے ہیں ان میں ہر فرد کو اپنے اندر نفاق کا خطرہ رہتا ہے اور مومن کی تعریف یہ ہے کہ حلیم ہو اور تنہائی میں عبادت کرتا رہے۔ فرمایا تین افراد کی غیبت درست ہے۔ اول لالچی کی، دوم فاسق کی، سوم بادشاہ ظالم کی۔ اور غیبت کا کفارہ اگرچہ صرف استغفار ہی ہے لیکن جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی بھی طلب کر لے۔

فرمایا کہ انسان کو ایسے مکان میں بھیجا گیا ہے جہاں کے تمام حلال وحرام کا محاسبہ کیا جائے گا۔ فرمایا کہ ہر فرد دنیا سے تین تمنائیں لئے ہوئے چلا جاتا ہے۔ اول جمع کرنے کی حرص۔ دوم جو کچھ کرنا چاہا وہ حاصل نہ

ہوسکا۔ سوم توشۂ آخرت جمع نہ کرسکا۔ کسی نے عرض کیا فلاں شخص پر نزع طاری ہے تو فرمایا کہ جس وقت دنیا میں آیا اس وقت سے آج تک عالم نزع ہی میں ہے۔ فرمایا سبکسار چھوٹ گئے اور بھاری بھرکم ہلاک ہوئے کیونکہ جو دنیا کو محبوب تصور نہیں کرتے نجات انہی کا حصہ ہے اور اسیر دنیا خود کو ہلاکت میں ڈال لیتا ہے اور جو نعمت دنیا پر نازاں نہیں ہوتے مغفرت انہیں کا حصہ ہے کیوں کہ دانش مند وہی ہے جو دنیا کو خیر باد کہہ کر فکر آخرت میں لگا رہے اور خداشناس لوگ دنیا کو اپنا دشمن تصور کرتے ہیں۔ جب کہ دنیا شناس خدا کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ نفس سے زیادہ دنیا میں کوئی شے سرکش نہیں اور اگر تم یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ تمہارے بعد دنیا کی کیا کیفیت ہوگی تو یہ دیکھ لو کہ دوسرے لوگوں کے جانے کے بعد کیا نوعیت رہی۔ فرمایا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ محض دنیا کی محبت میں بتوں تک کو پوجا جاتا ہے۔ فرمایا تم سے قبل آسمانی کتابوں کی ایسی وقعت تھی کہ لوگ اپنی راتیں ان کے معانی پر غور وفکر کرنے میں گزار دیتے تھے اور دن میں اس پر عمل پیرا ہو جاتے تھے لیکن تم نے اپنی کتاب پر زیروزبر تو لگا لئے مگر عمل ترک کر کے آسائش دنیا میں گرفتار ہو گئے۔ فرمایا کہ جو شخص سیم وزر سے محبت کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کو رسوائی عطا کرتا ہے اور جس کے پیرو بے وقوف لوگ ہوں اس کی قلبی حالت درست نہیں اور جس چیز کی تم دوسروں کو نصیحت کرتے ہو پہلے خود اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

فرمایا کہ جو شخص تم سے دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں سے تمہاری برائی بھی کرتا ہوگا۔ فرمایا کہ دینی بھائی ہمیں اپنے اہل وعیال سے بھی زیادہ عزیز ہیں کیوں کہ وہ دینی معاملات میں ہمارے معاون ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ دوستوں اور مہمانوں پر اخراجات کا حساب اللہ تعالیٰ نہیں لیتا لیکن جو اپنے ماں باپ پر خرچ کیا جائے گا اس کا حساب ہوگا اور جس نماز میں دلجمعی نہ ہو وہ عذاب بن جاتی ہے۔ کسی شخص نے جب آپ سے خشوع کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ انسان کے قلبی خوف کا نام خشوع ہے۔ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ فلاں شخص بیس سال سے نہ تو عورت کے قریب گیا ہے اور نہ کسی سے ملاقات کرتا ہے اور نماز باجماعت پڑھتا ہے۔ چنانچہ جب آپ اس سے ملاقات کی غرض سے پہنچے تو اس نے معافی چاہتے ہوئے اپنی مشغولیت کا ذکر کیا۔ آپ نے پوچھا کہ آخر کس چیز میں مشغول رہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میرا کوئی سانس ایسا نہیں جس میں مجھ کو کوئی نعمت حاصل نہ ہوتی ہو اور مجھ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوتا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تیری مشغولیت مجھ سے بہتر ہے۔ کسی نے دریافت کیا کہ کیا کبھی آپ کو کوئی خوشی حاصل ہوئی ہے؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر کھڑا تھا اور ہمسایہ کی بیوی اپنے شوہر سے کہہ رہی تھی کہ شادی کے بعد سے پچاس سال میں نے صبر وسکون سے تیرے ساتھ

نباہ کیا اور تجھ سے کبھی کوئی شے طلب نہیں کی جس کا تو متحمل نہ ہوسکتا ہو، نہ کبھی غربت کا شکوہ کیا اور نہ کبھی تیری شکایت کا۔ مگر یہ سب کچھ محض اس لئے برداشت کیا کہ تو دوسری شادی نہ کرلے لیکن اگر تو دوسری شادی کا ارادہ رکھتا ہے تو پھر میں امام وقت سے تیری شکایت کروں گی۔ مجھے یہ بات سن کر بہت مسرت ہوئی کیونکہ یہ قول قرآن کے قطعاً مطابق تھا جیسا کہ فرمایا اِنَّ للّٰہ لَایَغْفِرُاَنْ یُشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا جنہوں نے اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا اور ان کے علاوہ جس کو چاہے گا بخش دے گا۔ کسی نے جب آپ کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ ان کا کیا حال پوچھتے ہو جو دریا میں ہوں اور شکستہ کشتی کے تختہ پر پانی میں تیر رہے ہوں۔ اس نے کہا یہ تو بہت سنگین صورت ہے۔ بس میرا تو یہی حال ہے۔

ایک مرتبہ آپ عید کے دن کسی ایسی جگہ سے گزرے جہاں لوگ ہنسی مذاق اور لہو ولعب میں مشغول تھے آپؒ نے فرمایا کہ میں حیرت کرتا ہوں ان لوگوں پر جو ہنسی مذاق میں مصروف ہوکر اپنے حال کو فراموش کردیتے ہیں۔ کوئی شخص قبرستان میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ منافق ہے کیونکہ جس کی نفسانی خواہش مردوں کے سامنے بھی حرکت کرتی ہے اس کو موت اور آخرت پر یقین نہیں ہوتا۔ اور جوان دونوں پر یقین نہ کرے اس کو منافق کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ اللہ تعالیٰ سے مناجات کررہے تھے کہ اے اللہ تیری نعمتوں کا شکر نہ بجالا سکا اور ابتلا کی حالت میں صبر کا دامن چھوڑ دیا لیکن حدم شکر کے باوجود بھی تو نے اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھا اور صبر نہ کرنے پر بھی مصیبتوں کا ازالہ کرتا رہا۔

وفات: دم مرگ میں آپ مسکراتے ہوئے فرمارہے تھے کہ کون سا گناہ! کونسا گناہ! اور یہی کہتے کہتے روح پرواز ہوگئی۔

صبر کا پھل: کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو اور حضرت محمد واسع کو بہشت کی جانب لے جارہا ہے اور بزرگ کے دل میں یہ خیال آیا کہ دیکھو مالک بن دینار جنت میں پہلے پہنچتے ہیں یا محمد واسع۔ چنانچہ یہ دیکھ کر مالک بن دینار کو پہلے داخل بہشت کیا۔ بزرگ نے پوچھا کہ محمد واسع تو مالک بن دینار سے زیادہ عامل وکامل تھے۔ ملائکہ نے جواب دیا کہ تم صحیح کہتے ہو محمد واسع کو پہننے کے لئے دو لباس تھے اور مالک کے پاس ایک۔ لہٰذا صبر وضبط کی نسبت کی طرف زیادہ ہے اس لئے انہیں جنت میں بھیجا گیا۔

تحصیل علم کی فرضیت اور اس کی اہمیت

اللہ تعالےٰ نے علماء ربانی کی صفت میں ارشاد فرمایا ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء — درحقیقت بندگان خدا میں سے علماء ہی خدا کا خوف رکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر تحصیل علم فرض ہے نیز فرمایا" علم حاصل کرو اگر چہ (دور دراز مقام) چین میں ہی کیوں نہ ہو"۔

اے طالب حق! تمہیں علم ہونا چاہئے کہ علم کی کوئی حد و غایت نہیں ہے اور ہماری زندگانی محدود مختصر ہے۔ بنابریں ہر شخص پر تمام علوم کا حصول فرض قرار نہیں دیا گیا جیسے علم نجوم، علم حساب اور نادر و عجیب صنائع وغیرہ۔ لیکن ان میں سے اس قدر سیکھنا جتنا شریعت سے متعلق ہے ضروری ہے۔ مثلاً علم نجوم سے اتنا سیکھنا جس سے دن ورات کے اوقات (جن سے نماز و روزے کی ادائیگی درست طریقہ پر ہو سکے) لازم ہے۔ اسی طرح علم طب سے اتنا جس سے ایام وعدت جان سکے۔ اور علم حساب سے اس قدر جس سے فرائض یعنی میراث وغیرہ کی تقسیم ہو سکے۔ غرض کہ عمل کے لئے جس قدر علم کی ضرورت ہے اس کا حاصل کرنا فرض و لازم ہے۔ لیکن ایسے علوم جو کسی کو نفع نہ پہنچا سکیں اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم کے تحصیل کی مذمت فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔

ویتعلمون مایضرھم ولا ینفعھم — وہ ان باتوں کو سیکھتے ہیں جو ان کو ضرر پہنچائے اور انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے بے منفعت علم سے پناہ مانگی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔

اعوذ بك من علم لاینفع — اے خدا میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ پہنچائے۔

یاد رکھو! علم کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے۔ تھوڑے سے علم کے لئے بھی بہت زیادہ عمل درکار ہے۔ علم و عمل دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں لہٰذا علم کے ساتھ عمل ہمیشہ پیوست رہنا چاہئے۔ اسی طرح بغیر علم

کے عمل رائیگاں ہے۔حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

المتعبد بلا فقه كالحمار فی طاحونة	بے علم عبادت گزار اس گدھے کی مانند ہے جو آٹے کی چکی سے بندھا ہے

چکی سے بندھا ہوا گدھا اگر چہ دوڑتا بھاگتا اور چلتا ہے لیکن وہ اپنے ہی محور میں گھومتا رہتا ہے اور کوئی مسافت طے نہیں کر پاتا۔ میں نے عام لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا ہے کہ وہ علم کو علم پر فضیلت دیتے ہیں اور ایک گروہ ایسا بھی دیکھا کہ وہ عمل کو علم پر فوقیت دیتا ہے حالانکہ ان دونوں گروہوں کے نظریے باطل ہیں۔اس لئے کہ بغیر علم کے عمل کو حقیقت میں عمل کہا ہی نہیں جاسکتا کیونکہ عامل جبھی عمل کرتا ہے جب کہ پہلے اسے اس کا علم ہوتا ہے مطلب یہ کہ بندہ کو علم ہوتا ہے کہ اس عمل کے کرنے کا خدا نے اسے حکم دیا ہے۔اس علم کے بعد بندہ اس پر عمل کرتا ہے جس سے وہ عمل کرنے کے ذریعہ اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے سمجھنا یوں چاہئے کہ نماز ایک عمل ہے جب تک بندے کو پہلے طہارت کے ارکان کا علم نہ ہو اسی طرح پانی کی شناخت کا علم، سمت قبلہ کا علم، کیفیت نیت کا علم، وقت نماز کا علم اور ارکان نماز کا علم پہلے سے نہ ہو وہ نماز صحیح کیسے ہوسکتی ہے؟ لہٰذا جب بغیر علم کے عمل سے بندہ بے علم ہو جاتا ہے تو جاہل کو اس سے کیسے جدا کر سکتے ہیں، اسی طرح اس گروہ کا حال ہے جو علم کو عمل پر فضیلت دیتا ہے۔ یہ نظریہ بھی باطل محال ہے کیونکہ عمل کے بغز علم کچھ کام نہ آئے گا ارشاد ہے۔

نبذ فريق من الذين اوتو الكتاب كتاب الله وراء ظهورهم كانهم لا يعلمون .	اہل کتاب کے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا ہے (یعنی وہ کتاب پر عمل نہیں کرتے) گویا وہ لوگ جانتے ہی نہیں بے علم ہیں

اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں عالم بے عمل کو علماء کے زمرے میں شمولیت کی نفی فرمائی ہے۔اس لئے کہ سیکھنا، یاد کرنا، محفوظ کرنا یہ سب بھی تو عمل ہی کے قبیل سے ہیں اور اسی عمل کے ذریعہ ہی تو بندہ مستحق ثواب ہوتا ہے۔اگر عالم کا علم اس کے اپنے کسب و فعل سے نہ ہو تو بھلا وہ کسی ثواب کا کیسے حقدار ہوسکتا ہے۔

ایسی باتیں وہی لوگ بناتے ہیں جو مخلوق میں دنیوی عزت و منزلت اور جاہ و حشمت کی خاطر علم حاصل کرتے ہیں۔نفس علم سے انہیں کوئی لگاؤ اور سروکار نہیں ہوتا۔ایسے لوگ یقیناً علم سے بے بہرہ ہیں کیونکہ وہ عمل کو علم سے جدا کرتے ہیں۔وہ نہ تو علم کی قدر ہی جانتے ہیں اور نہ عمل سے واقف ہیں۔بعض جاہل تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو قال ہے یعنی علم کی باتیں ہیں ہمیں علم نہیں چاہئے کہ بلکہ حال یعنی

عمل چاہئے۔اور کوئی نادان یوں کہہ گزرتا ہے کہ عمل کی کیا ضرورت ہے؟ صرف علم ہی کافی ہے حالانکہ جس طرح عمل کے بغیر علم فائدہ نہیں پہنچاتا اسی طرح علم کے بغیر عمل سودمند نہیں ہے۔ یہ دونوں نظریے باطل ہیں درحقیقت علم وعمل دونوں ہی لازم وملزوم ہیں۔

علم بے عمل کی مثال: حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے راستہ میں ایک پتھر پڑا دیکھا اس پر لکھا تھا کہ مجھے پلٹ کر دیکھو جب میں نے پلٹ کر دیکھا تو لکھا تھا'' **انت لاتعمل بما تعلم فکیف تطلب مالا تعلم** ''جب تم اپنے علم پر عمل نہیں کرتے تو اس کی تلاش کیوں کرتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔مطلب یہ ہے کہ جب تم علم پر عمل نہیں کر سکے تو اب یہ حال ہے کہ جن باتوں کا ابھی علم نہیں اس کو تم طلب کر سکو۔لہٰذا پہلے اپنے علم پر علم کرو تا کہ اس کے بعد اس کی برکت سے دیگر علوم کی راہیں تم پر کھل جائیں۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ہمت درایت یعنی غور وخوض کرنے میں ہے اور نا سمجھوں کہ ہمت روایت کرنے یعنی نقل کرنے میں ہے ''۔

لیکن وہ شخص جو علم کو دنیاوی عزت وجاہ کی غرض سے حاصل کرتا ہے درحقیقت وہ عالم کہلانے کا ہی مستحق نہیں ہے کیونکہ دنیاوی عزت وجاہ کی خواہش کرنا بجائے خود از قبیل جہالت ہے۔اس لئے کہ علم، بذات خود بلند تر مرتبہ ہے۔اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ہی نہیں۔جب وہ اس ظاہری علم کے مرتبہ سے ہی نادان ہے تو بھلا وہ ربانی لطائف واسرار کو کیسے جان سکے گا؟

علم کے اقسام : اے طالب حق! یاد رکھو کہ علم دو قسم کے ہیں۔ایک علم اللہ تعالےٰ کا ہے اور دوسرا علم مخلوق کا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا علم، اس کی صفت ہے جو اس کے ساتھ قائم ہے اور اس کے کسی صفت کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے اس کا علم موجود ومعدوم سب پر حاوی ہے۔اور ہمارا علم یعنی مخوق کا علم، ہماری صفت ہے جو خدا کی عطا کردہ ہے اور ہمارے ساتھ قائم ہے۔مخلوق کی تمام صفتیں متناہی اور محدود ہیں۔مخلوق کا بمقابلہ علم الٰہی کوئی حقیقت ونسبت ہی نہیں رکھتا۔کیونکہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔

وما اوتیم من العلم الا قلیلاً جس قدر تمہیں علم کا حصہ دیا گیا ہے درحقیقت وہ بہت تھوڑا ہے۔

غرض کہ علم اوصاف مدح میں سے ہے۔اور اس کی تعریف، معلوم کو گھیرنا اور معلوم کا اظہار وبیان

ہے۔لیکن سب سے بہترین تعریف یہ ہے کہ

العلم صفة يصير الجاهل	علم ایسی صفت ہے جس کے ذریعہ
بها عالما	جاہل، عالم بنجاتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے''**واللہ محیط بالکافرین** ''اللہ کا علم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے نیز ارشاد ہے''واللہ بکل شئ علیم''اور اللہ ہر شئے کو جاننے والا ہے۔اللہ تعالےٰ کا علم، اس کی ذاتی صفت ہے ۔ وہ ہر معدوم وموجود کو جانتا ہے ۔ اس میں نہ کوئی مخلوق شریک ہے اور نہ اس کا علم متجزی و منقسم ہوسکتا ہے۔اور نہ اس سے منفک وجدا ہوسکتا ہے۔اس کے علم پر دلیل اس کے فعل کا مرتب ہونا ہے یعنی بحکم علم فاعل، فعل کا اقتضاء کرنا ہے۔اس کا علم اسرار کے ساتھ لاحق اور اظہار کے ساتھ محیط ہے۔طالب حق کو چاہئے کہ خدا کے مشاہدے میں عمل کرے مطلب یہ کہ بندہ اعتقاد رکھے کہ وہ خدا کے علم میں ہے اور وہ اس کے افعال کو ملاحظہ فرمارہا ہے۔

معائنہ الٰهی کی مثال: بصرہ میں ایک رئیس تھا۔ایک دن وہ اپنے باغ میں گیا تو باغبان کی بیوی کے حسن وجمال پر اس کی نظر پڑ گئی۔رئیس نے اس کے شوہر کو کسی بہانے سے باہر بھیج دیا اور عورت سے کہا دروازے بند کردو۔عورت نے آکر کہا میں نے مکان کے تمام دروازے تو بند کردیئے ہیں لیکن ایک دروازہ میں بند نہیں کرسکتی ہوں۔رئیس نے پوچھا وہ کونسا دروازہ ہے؟ عورت نے کہا وہ دروازہ ہمارے اور خدا کے درمیان کا ہے۔رئیس شرمندہ اور پشیمان ہوکر توبہ واستغفار کرنے لگا۔

چار سبق آموز باتیں : حاتم الاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے چار باتوں کا علم حاصل ہوا ہے میں عالم کے تمام علوم سے بے پرواہو گیا ہوں۔لوگوں نے دریافت کیا وہ کونسی چار باتوں کا علم ہے؟ انہوں نے فرمایا ایک یہ کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرا رزق مقدر ہو چکا ہے جس میں نہ کمی ہوسکتی ہے نہ زیادتی۔لہٰذا زیادہ کی خواہش سے بے نیاز ہوں۔اور دوسری یہ کہ میں نے جان لیا ہے کہ خدا کا مجھ پر حق ہے جسے میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کرسکتا لہٰذا میں اس کی ادائیگی میں مشغول ہوں۔اور تیسری یہ کہ میرا کوئی طالب ہے یعنی موت میری خواستگار ہے جس سے میں راہ فرار اختیار کر نہیں کرسکتا۔لہٰذا میں نے اسے پہچان لیا ہے اور چوتھی یہ کہ میں نے جان لیا ہے کہ میرا کوئی مالک ہے جو ہمہ وقت مجھے دیکھ رہا ہے میں اس سے شرم کرتا ہوں اور نافرمانیوں سے باز رہتا ہوں بندہ جب اس سے باخبر ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے دیکھ رہا ہے تو وہ کوئی کام ایسا نہیں کرتا جس کی وجہ سے قیامت کے دن اسے شرمسار ہونا پڑے۔

فرض علوم:

ہر شخص پر لازم ہے کہ احکام الٰہی اور معرفت ربانی کے علم کے حصول میں مشغول رہے۔ بندے کا علم وقت کے ساتھ فرض کیا گیا ہے یعنی جس وقت پر جس علم کی ضرورت ہو خواہ وہ ظاہر میں ہو یا باطن میں اس کا حاصل کرنا فرض کیا گیا ہے۔ اس علم کے دو حصے ہیں۔ ایک کا نام علم اصول ہے اور دوسرے کا نام علم فروع۔ ظاہر علم اصول میں کلمۂ شہادت یعنی اشھد ان لاالٰہ الا اللہ واشھد ان سیدنا محمداً عبدہ ورسولہ ہے۔ اور باطن علم اصول میں تحقیق معرفت یعنی حق تعالیٰ کی معرفت میں کوشش کرنا ہے اور ظاہر علم فروع میں، لوگوں سے حسن معاملہ اور باطن علم فروع میں نیت کا صحیح و درست رکھنا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا قیام، بغیر دوسرے کے محال و ناممکن ہے۔ اس لئے کہ ظاہر حال، باطنی حقیقت کے بغیر نفاق ہے اسی طرح باطن بغیر ظاہر کے زندقہ اور بے دینی ہے۔ ظاہر شریعت، بغیر باطن کے ناقص و نامکمل ہے اور باطن بغیر ظاہر کے ہوا و ہوس۔

علم حقیقت کے ارکان: علم حقیقت یعنی باطن علم اصول کے تین رکن ہیں۔ (۱) ذات باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت اور اس کے غیر سے مشابہت کی تنزیہ و نفی کا علم۔ (۲) صفات باری تعالیٰ اور اس کے احکام کا علم۔ (۳) افعال باری تعالیٰ یعنی تقدیر الٰہی اور اس کی حکمت کا علم۔

علم شریعت کے ارکان: علم شریعت یعنی ظاہر علم اصول کے بھی تین رکن ہیں۔ (۱) کتاب یعنی قرآن کریم (۲) اتباع رسول یعنی سنت (۳) اجماع امت

دلائل وبراهین: اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کے افعال کے اثبات کے علم میں خود اسی کا ارشاد، دلیل و برہان ہے فرماتا ہے۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لاالٰہ الا اللہ	جان لو یقیناً اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ارشاد ہے:

واعلموا ان اللہ هو مولکم	جان لو یقیناً اللہ ہی تمہارا مولیٰ اور کارساز ہے۔

فرمان ہے:

الم تر الیٰ ربک کیف مد الظل — کیاتم نے اپنے رب کی قدرت کی طرف نظر نہیں کی کہ اس نے سایہ کو کیسا دراز کیا۔

فرماتا ہے:

افلاینظرون الی الابل کیف خلقت — کیا اونٹ کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کیسا پیدا کیا گیا۔

اس قسم کی بکثرت آیات قرآنیہ ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے افعال پر غور فکر کرنے سے اس کے صفات فاعلیہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

حضور اکرم سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من علم ان اللّٰہ ربہ وانی نبینہ حرم اللّٰہ تعالیٰ لحمہ ودمہ علی النار — جس نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے اور یہ کہ میں اسی کا نبی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے گوشت اور اس کے خون کو آگ پر حرام کردیا ہے۔

علم ذات باری کے شرائط: ذات باری تعالیٰ کے علم کی شرط یہ ہے کہ ہر عاقل و بالغ یہ اعتقاد رکھے کہ حق تعالیٰ موجود، اپنی ذات میں قدیم بے حد وحدود ہے اور اس کا کوئی مکان اور جہت نہیں ہے۔ اس کی ذات کے لئے تغیر وتبدل ہے اور نہ کسی آفت کا صدور۔ کوئی مخلوق اس کی مانند نہیں ہے اور نہ اس کے بیوی بچے ہیں۔ تمہاری عقل وخیال میں جو صورت وشبیہ آئے وہ اس کی پیدا کردہ ہے سب کا وہی خالق ہے وہی باقی ہے، ارشاد ہے۔

لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر — کوئی شئے اسکی مثال نہیں وہی سننے دیکھنے والا ہے۔

علم صفات باری کے شرائط: صفات باری تعالیٰ کے علم کی شرط یہ ہے کہ عاقل و بالغ یہ اعتقاد رکھے کہ اس کی تمام صفتیں اسی کے ساتھ ہیں مطلب یہ کہ اس کی صفتیں نہ تو اس کی ذات ہیں اور نہ اس کا غیر۔ وہ اپنی ہی صفات کے ساتھ دائم ہے۔ جیسے علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، کلام اور بقا وغیرہ چنانچہ فرماتا ہے۔

(۱) انہ علیم بذات الصدور — بیشک وہی سینوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

(۲) واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر — اوراللہ ہر شئے پر قادر ہے۔

(۳) وھوالسمیع البصیر — وہی سننے دیکھنے والا ہے۔

(۴) فعال لما یرید — جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۵) ھو الحی لاالہ الا ھو — وہی زندہ وباقی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

(۶) قولہ الحق ولہ الملک — اس کا کلام سچا ہے اوراسی کا ملک ہے۔

افعال باری تعالیٰ کا علم: علم افعال باری تعالیٰ کے اثبات میں یہ ہے کہ بندہ اعتقاد رکھے کہ تمام مخلوق اور جو کچھ اس کائنات میں ہے سب کا پیدا کرنے والا اوران کی تدبیر فرمانے والا وہی ہے۔ ارشاد حق ہے۔

واللہ خلقکم وماتعملون — اللہ نے تمہیں پیدا کیا اوران سب کو جسے تم عملی جامہ پہناتے ہو۔

یہ جہان ناپید ومعدوم تھا اسی کی تخلیق سے وجود میں آیا۔ اسی نے ہر خیر وشر، نیک وبد کی تقدیر فرمائی اوروہی ہر نفع ونقصان کا پیدا کرنے والا ہے جیسا کہ فرمایا "اللہ خالق کل شیٔ" اللہ ہر شئے کا خالق ہے۔

احکام شریعت کااثبات: احکام شریعت کے اثبات کی دلیل یہ ہے کہ بندہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری جانب معجزات اورخوارق عادات کے ساتھ خدا کے بکثرت رسول مبعوث ہوئے ہیں اور ہمارے رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء خدا کے برحق رسول ہیں۔ آپ کے معجزات بہت ہیں اورآپ نے جو بھی غیب وظاہر کی باتیں بیان فرمائیں سب حق ہیں۔

شریعت اسلامیہ کا پہلا رکن کلام مجید ہے اس کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

فیہ اٰیاتمحکمات ھن ام الکتاب — اس میں محکم آیتیں ہیں جو کتاب کی اصل ہیں۔

اوردوسرا رکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اس بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ — یہ رسول جو تمہیں دیں اسے لے لو

وما نھٰکم عنہ فانتھوا — اور جس سے روکیں باز رہو۔

اور تیسرا رکن اجماع امت ہے اس بارے میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لاتجمع امتی علی الضلالۃ — میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی

علیکم بالسواد الاعظم — ۔تم بڑی جماعت کے ساتھ رہو۔

اسی طرح حقیقت کے احکام بھی بکثرت ہیں ۔اگر ان سب کو کوئی یکجا کر کے لکھنا چاہیں تو ناممکن ہے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کے لطائف واسرار کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

....(ماخوذ) کشف المحجوب)

ایمان اور اسلام کا فرق

قل لم تؤمنوا اسلمنا (حجرات) تم یہ مت کہو کہ ایمان لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لائے۔

(1) ایمان قلبی چیز ہے سوائے اللہ کے اس سے کوئی واقف نہیں، ہاں اسلام کو لوگ جان سکتے ہیں (بخاری)

(2) اسلام ظاہر (چیز) ہے لیکن ایمان اور تقویٰ قلبی چیز ہے (احمد، نسائی، ابویعلی)

(3) آنحضرتؐ سے کسی نے عرض کیا کہ اعمال میں کونسا عمل افضل ہے؟ ارشاد ہوا، اسلام۔ پھر سائل نے دریافت کیا کہ اسلام کونسا افضل ہے؟ فرمایا ایمان (احمد، طبرانی)

مفتاح العاشقین

یعنی

ملفوظات حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلویؒ

الحمدللہ رب العلمین والعاقبتہ للمتقین والصلوٰۃ

والسلام علیٰ رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

اللہ تعالیٰ تمہیں دونوں جہاں میں نیک بختی عطا فرمائے۔ واضح رہے کہ یہ اسرار کے جواہر اور انوار پروردگار کے زور ہر جہاں کے برگزیدہ نیکوں کے پیش رو، سالکوں کے بادشاہ برہان العاشقین ختم المشائخ نصیرالحق والدین کو زبان مبارک سے سن کر دعا گوئے فقیر محب اللہ نے چند اوراق میں لکھ کر اس کا نام مفتاح العاشقین رکھا ہے جس میں دس مجلس ہیں۔

مجلس (۱)...... پیرومرید کے بیان میں

راہِ سلوک میں پیر اسے کہتے ہیں جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے، اور اس کے آئینہ باطن کو صاف کر سکے، اگر یہ کام کرنے کی قابلیت اس میں ہے تو پھر وہ پیر طریقت کہلانے کا مستحق ہے ورنہ ہیچ ہے۔

صادق مرید اسے کہتے ہیں کہ جسے جو کچھ پیر حکم کرے، بجالائے، اور جو کچھ اسے دکھائے، وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو حاضر ناظر سمجھے جو کچھ اس کے دل میں نیک یا بد خیالات گزریں، ان کا اظہار اپنے پیر سے کریں، تاکہ پیر اس کی تربیت کر سکے، اگر مرید کے دل میں ذرہ بھر بھی خیال پیر کے برخلاف ہو تو وہ صادق مرید نہیں کہلا سکتا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

میاں اہل ارادت نظر بہ پیر آمد — زہے روش کہ دریں راہ بے نظیر آمد

ضمیر روشن اور ہرچہ کردور عام — بزد اہل دلال جملہ حق پذیر برآمد

مونس العاشقین میں لکھا ہے کہ مرید دو طرح کے ہوتے ہیں ایک رسمی دوسرے حقیقی۔ رسمی مرید وہ ہے کہ پیر اسے تلقین کرے، کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو نادیکھی ہوئی اور سنی ہوئی چیزوں کو ناسنی ہوئی سمجھنا اور سنت و جماعت کا پابند رہنا اور حقیقی مرید وہ ہے۔ جسے پیر تلقین میں فرمائے کہ تو سفر وحضر میں میرے ہمراہ رہنا یا میں تیرے ہمراہ رہوں گا۔

حقیقی مرید کی اور شرط یہ ہے کہ تین غسل ہر وقت کرتا رہے، تاکہ حقیقی مرید کہلانے کا مستحق ہو سکے، اول شریعت کا غسل۔ دوسرا طریقت تیسرا حقیقت کا شریعت کا غسل یہ ہے کہ اپنے بدن کو جنابت وغیرہ سے پاک کرے طریقت کا غسل یہ ہے کہ تجرد اختیار کرے، اور حقیقت کا غسل یہ ہے کہ باطنی توبہ کرے۔

حقیقی مرید کی اور شرط یہ ہے کہ جو کچھ پیر فرمائے۔ اس پر فوراً یقین کرے اور کسی قسم کا شک دل میں نہ لائے کیونکہ پیر مرید کے لئے بمنزلہ شاطہ ہے جو کچھ وہ کہتا ہے، مرید کی کمالیت کے لئے کہتا ہے، پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ کوئی شخص شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ میں بیعت کی نیت سے آیا ہوں، اگر آپ قبول فرمائیں۔ فرمایا مجھے منظور ہے لیکن جو کچھ میں کہوں گا، اس پر عمل کرنا ہوگا۔ عرض کی بسر وچشم پوچھا کلمہ کس طرح پڑھتے ہو؟ عرض کی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، خواجہ شبلی علیہ الرحمتہ نے فرمایا نہیں۔ اس طرح کہو۔ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ مرید درست اعتقاد تھا، اس نے فوراً اسی طرح کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا اے عزیز! میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ چاکر ہوں، آنحضرت ہی رسول خدا ہیں، میں تو تیرا اعتقاد آزمانا چاہتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سجد بغیر اللہ فقد کفر، یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے سواء کسی اور کو سجدہ کرتا ہے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ لیکن گذشتہ امتوں کے لئے والدین، پیر، استاد اور پادشاہ کو سجدہ کرنا مستحب تھا، مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک آیا تو استجاب سجدہ جاتا رہا، صرف مباح رہ گیا، جیسا کہ ایام بیض کے روز سے پہلے فرائض میں داخل تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فرضیت نہ رہی صرف استجاب رہ گیا، اسی طرح جب سجدے کا استجاب جاتا رہا۔ صرف مباح رہ گیا، سوایسا سجدہ کرنے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا۔

مجلس دوم......توبہ وغیرہ کے بیان میں

سب سے عمدہ اور افضل توبہ اس وقت سمجھی جاتی ہے جبکہ توبہ کرنے والا جس کام سے توبہ کرے،

پھراس کے گردنہ بھٹکے، اگراس قسم کی توبہ نہ کرے تو وہ توبہ نہیں۔

راہ سلوک میں توبہ اس وقت درست ہوتی ہے کہ تائب اگر مٹی کو چھوئے تو سونا ہو جائے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب شیخ الاسلام خواجہ فضیل عیاض قدس اللہ سرہ نے توبہ کی تو رہزنی میں جن جن لوگوں کا مال لُوٹا ہوا تھا۔ بعض کو مال واپس کر دیا تھا۔ اور بعض سے معافی مانگی، ان میں سے ایک یہودی بھی تھا جو کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا آپ نے اس سے معافی مانگی، تو یہودی نے کہا۔ اگر پاؤں تلے کی مٹی مٹھی بھر لے کر اسے سونا بنا دے، تو میں تجھ سے راضی ہو جاؤں گا خواجہ صاحب نے فوراً پاؤں تلے سے مٹی نکال کر اسے دے دی، جو فوراً سونا بن گئی۔ یہ دیکھ کر یہودی فوراً مسلمان ہو گیا۔ اور کہا کہ فی الوقعہ تائب وہی ہوتا ہے جس کے ہاتھ لگنے سے مٹی بھی سونا جائے۔

توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے، توبہ (۱) زبان (۲) توبہ چشم (۳) توبہ گوش (۴) توبہ دست (۵) توبہ پاء (۶) توبہ نفس۔ زبان کی توبہ کا مطلب یہ ہے کہ زبان کو تمام ناشائستہ باتوں سے دور رکھے اور بیہودہ باتیں نہ کرے۔ اور جو بات نہ کہنے کے لائق ہے اسے زبان سے نہ نکالے، نیز تازہ وضو کر کے دوگانہ شکر ادا کرے، اور قبلہ رخ ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرے کہ پروردگار۔ زبان کو برا کہنے سے توبہ عنایت کر اور اپنے ذکر کے سوا دوسری باتیں اس سے دور رکھ۔

جب صبح صادق ہوتی ہے۔ تو ساتوں اعضاء زبان حال سے زبان کے روبرو فریاد کرتے ہیں کہ اے زبان، اگر تو اپنے تئیں محفوظ رکھے گی تو ہم سلامت رہیں گے اور اگر اپنے تئیں نہ سمجھے گی تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔

شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ العزیز اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ انسان کے ہر ایک عضاء میں شہوت اور حرص ہے جو آدمی کے لئے حجاب کا سبب ہوتے ہیں جب تک ان شہوتوں اور حرصوں سے توجہ نہیں کرتا۔ دوسرے ہاتھ جس میں چیز کو چھونے اور پکڑنے کی خاصیت ہے، تیسرے کان جن میں سننے کی خاصیت ہے چوتھے ناک میں جس میں سونگھنے کی صفت ہے پانچویں حلق جس میں چکھنے کی صفت ہے چھٹے زبان جس میں کہنے کی صفت ہے ساتویں بدن جس میں چھونے کی صفرت ہے آٹھویں۔ ہوش و عقل جس میں نیک و بد کی صفت رکھی گئی ہے۔

توبہ وہی اچھی ہے جو موت سے پہلے کی جائے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عجلو ابالصلوٰة قبل الفوت وعجلواباتوبته قبل الموت، یعنی نماز فوت ہونے سے پہلے ادا کرو اور مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو۔

انسان کو چاہئے کہ آج کو غنیمت سمجھے واللہ اعلم کل اس قدر فرصت ملے نہ ملے چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

الّا امروز کا رے کن کہ فردا رستگار آئی
بدیہا بیشتر کردند نباشد ایں زدانائی
چوعقبٰی را بنماید در انصاف بکشاید
مباداایں ندا آید برد مارا نے شائی
میارا از دیدگاں باراں چوہستی از گنہگاراں
نکردی کارہوشیاراں مگر مجنون وشیدائی
گناہانم زپیوستہ ولم درگمرہی رفتہ
بگوائے قصب دل خستہ چرادررہ نے آئی
تو درصفت گنہگاراں بمانی عاجز وحیران
بترس اے آخر ناداں ازاں افضاح ورسوائی
چوگردی شاہ ترکسان ترا صد قصر وصد بستان
بودعائے توگورستان بتاریکی وتنہائی

مجلس (۳)......مشغولی کے بیان میں

طالب حق کو دن رات یادحق میں مشغول رہنا چاہئے۔ خواہ کسی حالت میں ہو، یادالٰہی سے غافل نہ ہو، اس واسطے کہ زندگی کے دم گنتی کے ہوتے ہیں، چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

غافل راحتیاط نفس یک نفس مباش شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

جب تک دم میں دم ہے، کوشش کرتے رہو۔

یادالٰہی کے سات وقت ہیں، تین دن میں اور چار رات میں، دن میں حسب ذیل ہیں، صبح سے اشراق تک، اشراق سے چاشت تک پھر عصر کی نماز سے شام کی نماز تک، اور رات تک تہجد کی نماز سے صبح کاذب تک اور صبح کاذب سے صبح صادق تک میں نے محبوب العاشقین میں لکھا دیکھا ہے کہ فارغ مشغول اسے کہتے ہیں جو ظاہر وباطن میں یادالٰہی میں مشغول ہو، اور غیر حق سے فارغ ہو جیسا کہ ایک بزرگ ہندی زبان میں فرماتے ہیں۔

یہ جی پوتن کررہوں سے ساجن کنبھ ناتھ
سہہ رس کیکویہ سوں کسنے لکھا ون ناتھ

اپنے اوپر پانچ چیزیں لازمی کرنی چاہئیں، تا کہ باطنی صفائی حاصل ہو۔

اول مسواک، دوم کلام الٰہی کا پڑھنا، اگر نہ پڑھ سکے تو سورہ اخلاص پڑھے، سوم، صائم الدہر ہو اگر اتنا نہ ہو سکے تو ایام بیض کے ہی روزے رکھے، چہارم۔قبلہ رخ بیٹھے پنجم باوضو رہے۔

فرمایا کہ راہ سلوک میں جو درویش ان چاروں عالموں سے باخبر نہیں، وہ درویش ہی نہیں، جھوٹ موٹ اپنے تئیں درویش کہلاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے خرقہ بھی پہننا روا نہیں۔

وہ چار عالم یہ ہیں ناسوت ۔ملکوت۔جبروت۔اور لاہوت۔عالم ناسوت حیوانات ہے، اور اس کا فعل حواس خمسہ سے ہے۔جیسے کھانا، پینا، سونگھنا، دیکھنا اور سننا، جب سالک ریاضت اور مجاہدہ کر کے اس عالم سے گزرتا ہے، تو ان تمام صفات سے دوسرے عالم میں جسے عالم ملکوت کہتے ہیں۔پہنچتا ہے۔ یہ عالم عالم فرشتگان ہے اس کا فعل تسبیح تہلیل قیام، رکوع اور سجود ہے جب اس عالم سے گزرتا ہے تو تیسر عالم میں پہنچتا ہے، جیسے عالم جبروت کہتے ہیں، یہ عالم عالم روح ہے، اور اس کا فعل ان صفات حمیدہ ہیں۔ جیسے شوق۔ذوق، محبت، اشتیاق طلب، وجد، سکر، سہو، سجد اور محو، جب ان صفات سے گزرتا ہے تو عالم لاہوت میں پہنچتا ہے جو بے نشان عالم ہے، اس وقت اپنے آپ سے قطع تعلق کرتا ہے، اسی کو لامکان بھی کہتے ہیں۔ یہاں پر نہ گفتگو ہے نہ جستجو، قولہ تعالیٰ ان الیٰ رب المنتھیٰ۔

دریش، عالم ناسوت نفس کی صفت ہے، عالم ملکوت دل کی صفت عالم جبروت روح کی صفت اور عالم لاہوت رحمان کی صفت ہے پس ہر ایک میں اس کے مناسب حال و مقام ایک خاص صفت ہے چنانچہ نفس اس جہاں کی طرف مائل ہوتا ہے جو شیطان کا مقام ہے اور دل بہشت جاودان کی طرف مائل ہوتا ہے روح اور پوشیدہ اسرار کا طالب ہوتا ہے۔ جو نفس کی متابعت کرتا ہے، وہ دوزخ میں جاتا ہے جو دل کی تابعداری کرتا ہے۔وہ بہشت حاصل کرتا ہے جو روح کی متابعت کرتا ہے، اسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

رباعی

گرد رہ تن روی مہیا ناراست   درد دل روی بہشت داراست
دردرہ جاناں روی جاناں خواہی   قصہ چکنم حاصل است یداراست

مرشد کا ادب

از:
حضرت حسن ثانی نظامی

حضرت محبوب الٰہیؒ سے کسی شخص نے پوچھا کہ اگر پیر مرید کو خلاف شریعت بات کا حکم دے تو مرید کو کیا کرنا چاہیے؟

حضرت نے فرمایا کہ ایسے شخص کا مرید ہی نہیں ہونا چاہیے جو خلاف شریعت کام کا حکم دے مرید ہونے سے پہلے خوب اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے کہ پیر شریعت سے پوری طرح واقف ہے یا نہیں اور شریعت پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔ پیر کے لئے علم، عقل اور عشق تینوں چیزیں ضروری ہیں۔ جب یہ تینوں چیزیں ہوں گی تو ظاہر ہے کہ پیر نہ خود شریعت کے خلاف جائے گا اور نہ مرید کو لے جائے گا۔

آج کل بہت سے لوگ مشہور شعر

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسم منزلہا

سے بڑی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض جاہل پیروں نے اس کی آڑ میں نماز روزے تک کو ترک کر دیا ہے۔ اور اپنی بے راہ روی کے جواز میں لہک لہک کر یہ شعر پڑھتے ہیں اور خوش عقیدہ مرید گمراہ ہوتے ہیں۔

مشہور کہاوت ہے کہ جیسی روح ویسے فرشتے جیسے پیر ہیں۔ ویسے ہی ان کے مرید ہیں۔ اگر اللہ نے انہیں عقل دی ہوتی وہ دوسرے مصرع کو غور سے دیکھتے کہ شراب سے سجادے کو رنگین کرنے کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سالک راستے سے خوب واقف ہوتا ہے اور جو راستے سے یعنی شریعت سے واقف ہوگا اور اس کی رسم یعنی پابندی وغیرہ کا بھی عادی ہوگا۔ وہ شراب کو سجادے پر لونڈھانے کی اسی وقت اجازت دے گا جبکہ راہ ورسم منزل کی خلاف ورزی اس سے نہ ہوتی ہوگی۔

بڑے سے بڑا مخالف بھی اس بات کو مانتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے برابر شریعت کو جاننے والے اور اس کے پابند بہت کم ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حضرت نے قوالی سننے کی اجازت دی۔ اور خود بھی قوالی سنی۔ جبکہ شریعت کے ناسمجھ ٹھیکیدار قوالی کو شراب کے کچھ برابر ہی حرام سمجھتے ہیں۔ یہاں

یہ شعر صادق آئے گا کہ راہ رسم منزل سے واقت سالک اور پیر مغاں کی پیروی آنکھ بند کر کے کرو۔

سرکار دو عالمؐ کی حیات طیبہ میں کئی واقعے ایسے ہوئے جبکہ حضورؐ کے فیصلے اور حکم پر بعض مسلمانوں کے دلوں میں ناگواری پیدا ہوئی۔ صلح حدیبیہ کا واقعہ اس کی کھلی ہوئی مثال ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ان لوگوں نے جن سے صوفی سلسلے آج جاری وساری ہیں۔ سب موقعوں پر آنحضرتؐ کی آنکھ بند کر کے پیروی کی۔ انھوں نے ایک دفعہ آنکھ کھول کر اچھی طرح آنحضرتؐ کو دیکھ لیا تھا اور سمجھ لیا تھا اور اسکے بعد انکے ہاتھ ایسے بکے تھے کہ اعتراض اور سوال کی گنجائش ہی نہیں رکھی تھی۔ ظاہری طور پر ان کی عقل نے بھی یہی بتایا ہوگا کہ حدیبیہ کی صلح ہمارے لئے مضر ہے۔ لیکن وہ آداب مریدی سے واقف تھے۔ اس لئے انہیں اس کی پرواہ نہ تھی کہ اس صلح کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ ان کے سامنے صرف مرشد کا حکم۔ اور رضا تھی۔ اور ان کو پورا بھروسہ تھا کہ اسی میں کامیابی ہے۔ اگر صلح حدیبیہ کا اختتام فتح مکہ پر نہ ہوتا اور مسلمان پریشانی میں مبتلا ہوتے جب بھی ان کا عقیدہ یہی کہتا کہ ہماری کامیابی کی منزل یہی ہے۔ ہمارا پیر راہ ورسم منزل سے خوب واقف ہے۔ اچھی جگہ پہنچائے گا۔

حضرت محبوب الٰہی اور دوسرے بزرگوں نے مرشد کے سامنے مریدوں کو ادب اور فرمانبرداری کی جو تعلیم دی ہے۔ وہ بظاہر ہے تو سخت لیکن کامیابی اسی میں ہے۔ اصل میں جو شخص ادب کے جس مرتبے پر ہوتا ہے۔ اس کو نعمت بھی اسی کے بطابق ملتی ہے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ ادب کے اس مرتبے پر تھے کہ محض ایک کتاب کے ذکر پر پکڑ ہوگئی۔ اس لئے ان کو نعمت بھی ویسی ہی ملی بابا صاحب کے مریدوں میں ایک ایسا مرید بھی تھا جس نے برسوں خدمت کی لیکن پیر کے فیصلے پر اعتراض کیا کہ آپ نئے لوگوں کو خلافت دیتے ہیں۔ اور ہم پرانے حاضر باشوں کو کچھ نہیں ملتا۔ گستاخی اور طلب دنیا کا مادہ جس میں اتنا ہو اس کو خلافت کی نعمت ظاہر ہے کہ نہیں مل سکتی تھی۔

مرید کا پہلا فرض یہ ہے کہ آنکھ بند کر کے پیر کا فرمانبردار بنے۔ غالباً حضرت شیخ شبلیؒ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص ان کے پاس مرید ہونے کے لئے آیا۔ انھوں نے انکار کیا۔ لیکن وہ ضد کرتا رہا۔ آخر حضرت شبلی نے فرمایا کہ ایک شرط ہے اس کو پورا کرو تو مرید کرلوں گا یعنی جس طرح میں بتاؤں کلمہ اسی طرح پڑھنا۔ اس شخص نے منظور کیا۔ شیخ بولے کہو "لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ" اس شخص نے بے تکلف یہ کلمہ پڑھ لیا۔ شیخ نے کہا توبہ کر۔ میں تو حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ چاکر ہوں۔ رسول وہی ہیں۔ انہی کا کلمہ پڑھ میں تو صرف تیرا اعتقاد آزمانا چاہتا تھا۔ دیکھ لیا کہ تو پکا ہے۔ اب مرید کرلونگا۔

حقیقت یہ ہے کہ مرید کو ایسا ہی راسخ الاعتقاد ہونا چاہیے فوائد الفواد کی حالیہ قسط میں آپ نے پڑھا ہے کہ پیر مرید کا مشاطہ یعنی بنانے والا اور سنوارنے والا ہوتا ہے۔ اگر مرید اکڑ دکھائے اور اپنی رائے پر چلے تو پیر نہ اس کو بنا سکتا ہے نہ سنوار سکتا۔ مرید کو تو موم بن کر رہنا چاہیے تاکہ بنانے سنوارنے میں ذرا دشواری نہ ہو۔ اور ذرا سے اشارے سے وہ سانچے میں ڈھلتا چلا جائے۔

محبت کو بڑی ضروری چیز قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ عقل تو آدمی کو خود رائے بناتی ہے لیکن اگر محبت کا دخل ہو تو پھر آدمی اچھے برے سے زیادہ محبوب کی مرضی کو دیکھتا ہے اصل میں ہماری عقل اور ہمارے حواس اس قدر ناقص ہیں کہ وہ شناخت کا پورا ملکہ نہیں رکھتے۔ اور ذرا سی دیر میں دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ فرض کیجئے آپ چائے کی ایک پیالی میں دو چمچے شکر پینے کے عادی ہیں لیکن اگر آپ چائے سے پہلے مٹھائی کھالیں تو یہ دو چمچے آپ کو کافی نہ ہوں گے۔ اور آپ کو چائے پھیکی لگے گی ہماری نظر کا یہ حال ہے کہ صحرا میں روشنی کے عکس کو سراب کے بجائے پانی سمجھنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ علیٰ ھذا القیاس۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں اور ایک صاحب نے ناندیڑ میں مجھ سے سوال بھی کیا تھا کہ جب ہماری عقل اور ہمارے حواس اسقدر ناقص ہیں تو ہم یہ کیسے شناخت کر سکتے ہیں کہ پیر کامل ہے۔ اور شریعت کا واقف اور پابند ہے۔ آج کل تصنع کا ایسا زور ہے کہ قدم قدم پر ہیرے کے نام پر شیشے بکتے نظر آتے ہیں۔

یہ اعتراض اپنی جگہ بالکل درست ہے لیکن تاریخ اور مذہبی تعلیم شاہد ہیں کہ اگر کسی میں طلب صادق ہو تو وہ ضرور منزل پر پہنچتا ہے۔ آج کل لوگ پیسہ اولاد اور صحت کے لئے تو مرید ہوتے ہیں۔ پھر ان کو پیر کہاں سے ملے گا جن میں تھوڑی بہت منزل کی طلب ہوتی ہے ان کا بھی یہ حال ہے کہ چند دن تک خوب سجدے سجود ہوتے ہیں اور اس کے بعد پھر وہی تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی!

مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ رہزن تھے لیکن یکا یک ان کا دل اس سے بیزار ہوا۔ اور وہ سچ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے نہ ان کو اسلام کا پتہ تھا نہ سرکار دو عالمؐ کی بعثت کی خبر لیکن طلب صادق تھی اس لئے قدرت انہیں حضور سرکار کائنات کے پاس لے آئی دنیا نے اسے اتفاق سمجھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی طلب اور ان کا جذبۂ عشق انہیں منزل تک لے کر آیا۔

میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اگر کوئی سچا اور پکا آدمی کسی دنیادار پیر کا مرید ہو جائے تو اس مرید کا خلوص اور عشق پیر کو بھی راہ راست پر لے آئیگا۔ لیکن عموماً ایسا ہوتا نہیں۔ جیسے پیر ہوتے ہیں ویسے ہی انکے مرید بھی ہوتے ہیں۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔

سرکاردوعالمؐ کے ہاتھ پر ایسے لوگ بھی مسلمان ہوئے تھے جو دراصل منافق تھے۔حضور نے انکونبھایالیکن کوئی نعمت انہیں نہیں ملی اسی طرح جولوگ پیروں کے دل سے مرید نہیں ہوتے ظاہرداری اور دنیا کے فائدے کے لئے ہاتھ پکڑتے ہیں انکو بھی پیرسرکارؐ کی سنت کی پیروی میں نبھاتے تو ہیں لیکن انکی عاقبت اورمنافقوں کی عاقبت میں کچھ زیادہ فرق نہ ہوگا۔

آج بھی اگرکوئی مرید منزل پر پہنچنا اور نعمتیں حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے حضرت علیؓ کی طرح آنکھ بند کر کے مرشد کا ہر حکم ماننا چاہیے۔اور حضرت باباصاحب اور حضرت محبوب الٰہیؒ کی طرح مرشد کا ادب ملحوظ رکھنا چاہیے۔باادب بانصیب۔بےادب بےنصیب.........................(بشکریہ منادی نئی دھلی)

رسولِ اکرم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم......گرونانک کی چوپائی

سلطان جہاں، محبوب خدا تری شان وشوکت کیا کہنا
ہرشئے پہ لکھا ہے نام ترا، تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا

خدا رب العالمین ہے اور رسول رحمۃ للعالمین ۔ جہاں جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں وہاں محمدﷺ کی مصطفائی ہے۔لہٰذا ہر ہر شئے میں محمدﷺ کی مصطفائی موجود ہے۔ گرونانک جی کی ایک چوپائی ہے جس میں وہ لکھتے ہیں۔

نام جس وستو کا کردتم چوگنے داؤ　　　　دوملا کے پچگن کیجئے بیس سے بھاگ لگاؤ
باقی بچے تو نوگن کیجئے پیچھے دوملاؤ　　　　نانک اس بدھ ہر شئے میں نامِ محمدﷺ پاؤ

مطلب یہ کہ تم دنیا میں کسی چیز کا نام عدد نکال کر اس کو چار سے ضرب دو۔پھر اس سے دو ملاکر پانچ سے ضرب دو۔پھر اس پورے عدد کو بیس سے تقسیم کے بعد جو عدد بچ رہے اس کو نو سے ضرب دے کر دوملادوتو بانوے(92) کا عدد نکل پڑے گا۔جو محمدﷺ کا عدد ہے۔اے نانک تم اس طرح ہر شئے میں محمدﷺ کا نام پاؤ گے۔

مثلاً آم ایک لفظ ہے جس کا عدد بیالیس (42) ہے اس کو چار سے ضرب دو تو ایک سواڑسٹھ(168) ہوا۔پھر اس میں دو(2) ملادیا تو ایک سوستر(170) ہوا پھر اس کو پانچ (5) سے ضرب دیا تو چار سوآٹھ سو پچاس (850) ہوگیا اس آٹھ سو پچاس (850) کو بیس(20) سے تقسیم کیا تو دس (10) بچے اب اس کو نو(9) سے ضرب دیا تو نود(90) ہوگیا پھر اس میں دو(2) ملادیا تو بیانو(92) ہوگیا۔یہی محمدﷺ کے نام کا عدد ہے۔اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ

رحمت رسولِ پاک کی ہر شئے پہ عام ہے　　　　ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نام ہے

ماخوذ:ایمانی تقریری۔عبدالمصطفےٰ اعظمی